

30 اپریل 1997ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

1



اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

چوتھا اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقد ہو 30 اپریل 1997ء بر طبق 22 ذوالحجہ 1418 ہجری بروز بدھ

نمبر شار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلادت قرآن پاک اور ترجمہ	03
2	وقفہ سوالات۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	16
4	تحریک اتو انبر 2 مجاہب: جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، رکن اسمبلی۔	16
5	قرارداد نمبر 5 مجاہب: مولانا امیر زمان، رکن اسمبلی۔	25
6	ذمیتی قرارداد مجاہب: مولانا امیر زمان، رکن اسمبلی۔	40

شمارہ 2

جی ۵۷

جلد 4

ایوان کے عہدیدار

اپسیکر میر عبدالجبار

ڈپٹی اپسیکر مولوی نصیب اللہ

ایوان کے افسران

جناب اختر حسین خاں سیکرٹری اسمبلی

جناب محمد عظیم داوی۔ ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)

جناب ممتاز حسین چیف رپورٹر



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 30 اپریل 1997ء بھرطابق 22 ذوالحجہ 1418 ہجری بروز بده بوقت 03:00 بجکر 20 منٹ زیر صدارت
میر عبدالجبار خان، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

مولانا عبدالحقین آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا إِكْرَاهٌ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ حَفَمْ يَكْفُرُ بِالظَّاغُوتِ وَيُؤْمِنُ بِاللَّهِ فَقَدِ
اسْتَمْسَكَ بِالْعُرُوهَ الْوُنْقَى قَلَا نِفَاصَامَ لَهَا طَوَّالُهُ سَمِيعٌ عَلِيِّمٌ ﴿٥﴾ اللَّهُ وَلِيُّ الدِّينِ أَمْنُوا لَا
يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلْمَتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أُولَئِكُمُ الظَّاغُوتُ لَا يُخْرِجُونَهُمْ
مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلْمَتِ طَوَّالُهُ أَصْحَبُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَلِدُونَ ﴿٦﴾

پارہ نمبر ۳ سورہ البقرہ آیات نمبر ۲۵۶ اور ۲۵۷

ترجمہ: زبردستی نہیں دین کے معاملہ میں بیشک جدا ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے اب جو کوئی نہ مانے گمراہ کرنے
والوں کو اور یقین لاوے اللہ پرتوس نے کپڑا لیا حلقة مضبوط جوڑوئے والا نہیں اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔ اللہ مد دگار
ہے ایمان والوں کا نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف اور جو لوگ کافر ہوئے ان کے رفیق شیطان نکلتے
ہیں ان کو روشنی سے اندھیروں کی طرف یہی لوگ ہیں دوزخ میں رہنے والے وہ اسی میں ہمیشہ رہیں
گے۔ وَمَا عَمَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

- جناب اسپیکر:** جزاک اللہ۔ سُمِّ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ وقفہ سوالات۔ سوال نمبر 3 جناب عبدالرحیم مندوخیل۔
- میر اسد اللہ بلوچ:** جناب اسپیکر صاحب!
- جناب اسپیکر:** جی جناب۔
- میر اسد اللہ بلوچ:** تاراچند کے بھائی کو بیدردی سے مارا گیا تھا اس کے لیے دومنٹ کی خاموشی اختیار کریں۔
- جناب اسپیکر:** کیا فرمایا آپ نے؟
- میر اسد اللہ بلوچ:** تاراچند جو ہمارے ایوان کے ممبر بھی ہیں، اُس کے بھائی کو جو بیدردی سے مارا گیا تھا اس کے لیے دومنٹ کی خاموشی اختیار کر لیں۔
- جناب اسپیکر:** واقعی افسوس تو ہوتا ہے۔ بہر حال ہم خاموشی ایک منٹ کے لیے کر دیتے ہیں۔
- مولوی امیر زمان (سینئر صوبائی وزیر):** گزارش یہ ہے کہ معزز رکن نے جو بات کی ہے اس لحاظ سے تو ایک حقیقت واقعی اس کے ساتھ زیادتی اور ظلم ہوا ہے۔ اور ظلم کا تدارک کرنا ہمارا فریضہ ہے۔ لیکن خاموش رہنا اسلامی روایات میں نہیں ہے اور اُس کے لیے دعا بھی کرنا اسلامی روایات میں نہیں ہے۔ لہذا اس پر کم سے کم ہم افسوس کر سکتے ہیں۔ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ ایک رکن کے بھائی کے ساتھ اتنی زیادتی ہوئی ہے۔ میرے خیال سے اس میں چیف منستر صاحب نے حکم دیا ہے اس کی انکوارٹری ہو رہی ہے تو اتنی حد تک ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انتہائی بڑا افسوس ناک واقع ہے۔
- جناب اسپیکر:** اس افسوس کے اظہار کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، ایک منٹ کی خاموشی اختیار کریں۔
- ملک محمد سرور خان کا کثر:** ویسے لوگ قتل ہو رہے ہیں، بہت سے لوگ زخمی ہو رہے ہیں سب کچھ ہو رہا ہے ان کے لیے تو کسی نے خاموشی اختیار نہیں کی تو یہ ایک routine ہے۔ دنیا میں لوگ مرتبے بھی ہیں قتل بھی ہوتے ہیں زخمی بھی ہوتے ہیں لڑائی جنگلڑے بھی ہوتے ہیں لیکن یہ کوئی اتنی اہمیت کی بات نہیں ہے۔ نا آپ خاموشی اختیار کروار ہے ہیں یہ ہاؤس کی پارلیمانی روایات کی خلاف ورزی ہے۔ یہ ہاؤس کوئی نہیں ہے، یہاں تو بہت بڑے اعلیٰ پایہ کے سیاستدانوں کا یا اعلیٰ پایہ کے حکمرانوں کا، اُس کے لیے خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ اس روڈ پر آج بھی ایک تاجر مر ہے تو میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس تاجر کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اُس کے لیے بھی دومنٹ خاموشی اختیار کرنا چاہیے۔
- میر عبدالکریم نوшیر وانی:** جناب اسپیکر! point of order کل پرسوں کا واقعہ امیر زمان صاحب اور سرور خان کا کثر کا جو جنگلڑا تھا اس پر ایک منٹ کے لئے اگر خاموشی اختیار کریں تو بہتر ہو گا۔
- جناب اسپیکر:** نوшیر وانی صاحب! جب آپ کو جائزت ملے تب آپ بولا کریں۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: سر! point of order پر میں نے فرمایا تھا کہ ہمارے معزز سروخان اور امیر زمان صاحب نے جو جھگڑا کیا تھا اس پر بھی ایک منٹ کی اگر خاموشی اختیار کریں تو بہتر ہو گا کیونکہ آج کی خوشی ہوئی۔۔۔

جناب اپیکر: چلیں جی ٹھیک ہے۔ جی میں اتفاق کرتے ہوئے آپ کی رائے سے اور دونوں سے مولوی صاحب کی رائے سے، چلیں افسوس ہے، اللہ انکو سُرگ باش کرے، ہم یہی کچھ کہہ سکتے ہیں، مہربانی۔ جی جناب وقفہ سوالات۔ جناب عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: سوال نمبر 3

جناب اپیکر: جی جناب وزیر صاحب پڑھیں گے آپ یا جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

میر محمد علی رند (وزیر خوراک): پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

☆جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: کیا وزیر خوراک از راہِ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ خوراک کے انتظامی افسران کے نام مع گرید اور ضلع و رہائش کی تفصیل دی جائے۔

(ب) مذکورہ محکمہ کے تحت صوبہ کے کن کن اضلاع میں کس نوعیت کے کون کون سے ادارے کہاں قائم ہیں نیزان اداروں میں تعینات افسران کے ناموں کی مع گرید اور ضلع و رہائش کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر خوراک:

(الف) محکمہ خوراک کے افسران کے نام مع گرید اور ضلع و رہائش کی تفصیل تخفیم ہے لہذا سمبلی لا بیری ی میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) محکمہ خوراک کے تحت صوبہ کے جن اضلاع میں جس نوعیت کے جو ادارے جہاں جہاں قائم ہیں ان اداروں میں تعینات افسروں کے ناموں کی فہرست مع گرید اور ضلع و رہائش کی تفصیل بھی جزو (الف) میں مذکور فہرست میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

جناب اپیکر: جی کوئی سپلینٹری ہے اگرچنانی سوال ہو کسی کا نہیں ہے سوال نمبر 20 جناب عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: سوال نمبر 20۔

جناب اپیکر: جی وزیر خوراک صاحب۔

وزیر محکمہ خوراک: جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

جناب اپیکر: پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

☆جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: کیا وزیر خوراک از راہِ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیم جولائی 1990ء سے اب تک صوبہ میں محکمہ کے زیر تھکیل اور زیر تجویز مختلف پراجیکٹس ایکیموں

اور منصوبہ جات کی کل تعداد، نوعیت، نیزان پر الجیکش، اسکیموں، منصوبہ جات کے لئے مختص شدہ تخفینہ لاگت اور ان پر خرچ شدہ رقم کی علیحدہ علیحدہ مطلع وار تفصیل دی جائے۔

(ب) مذکورہ بالا مکمل شدہ پر الجیکش، اسکیموں، منصوبہ جات کی تاریخ تکمیل نیز زیر تکمیل پر الجیکش کی اب تک مکمل نہ ہونے کی وجہ اور ان پر خرچ شدہ رقم مرحلہ کام اور نوعیت فنڈر وغیرہ کی پراجیکٹ، اسکیم اور منصوبہ وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔
وزیر خوراک: چونکہ سوال کا جزو (الف) اور جزو (ب) ایک دوسرے سے مربوط ہیں جن کی تفصیل فہرست میں دے دی گئی ہے، جواب تخفینہ ہے لہذا اسمبلی لا بہریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: جی۔ کوئی ضمنی سوال؟ کوئی نہیں ہے۔ سوال نمبر 92 جناب عبدالرحیم خان مندو خیل صفحہ 8 نمبر پر جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندو خیل: جناب! سوال نمبر 92 عبدالکریم نوشیر وانی کا ہے۔

جناب اسپیکر: sorry ہاں سوال نمبر 92 میر عبدالکریم خان نوشیر وانی۔ آپ بولیں جی۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: سوال نمبر 92۔

جناب اسپیکر: جی۔ وزیر خوراک صاحب! آپ پڑھیں گے یا پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

وزیر ملکہ خوراک: پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ میر عبدالکریم نوشیر وانی: کیا وزیر خوراک از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب سے صوبہ بلوچستان اور کراچی سے کوئی نہ گندم کی سپلائی کا ٹھیکیدار کو دیا گیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ٹھیکیدار کا نام اور مذکورہ صوبوں سے صوبہ بلوچستان میں گندم سپلائی کرنے کی تفصیل دی جائے۔

وزیر خوراک: جی ہاں یہ درست ہے کہ اپنی سے درآمدہ گندم اور پنجاب سے پاسکو کے ذخیرے سے بلوچستان کو گندم کی بذریعہ ٹرک ڈھلانی کے لئے ہر سال ٹھیک دیا جاتا ہے۔ سال 1992-97 کی تفصیل تخفینہ ہے لہذا اسمبلی لا بہریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: جی۔ کوئی ضمنی سوال؟

میر عبدالکریم نوشیر وانی: جناب اسپیکر صاحب! میں ضمنی سوال کروں گا وزیر موصوف سے۔ جناب! ٹھیکیدار کا اور اس کے ٹھیکے کا آپ نے فرمایا تھا کہ یہاں شمریز خان کو ہم نے ٹھیک دیئے اور میں اتنا پوچھتا ہوں کہ شمریز صاحب ملکے میں بلیک لست نہیں ہے؟

جناب اسپیکر: سوال یہ پوچھرہے ہیں جی معزز رکن۔ کہ کیا شریز خان بلیک لست نہیں ہے۔

وزیر ملکہ خوراک: ابھی تک نہیں ہوا وہ چیک کریں گے اگر بلیک لست ہوتا ہے تو اس کو میں بلیک لست کروں گا۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: جناب والا! شریز خان بلیک لست ہے۔ بلکہ اس کے دونوں لڑکے اس وقت گورنمنٹ کے کنٹریکٹر ہیں۔ اور یہ بھی میری شنید میں آیا ہے کہ شریز خان نے 8 لاکھ 20 ہزار بوری پنجاب میں بیچ کر اور اس پر چالیس، پچاس کروڑ روپے واجب الادا بھی ہیں اور میرے خیال سے کیس بھی چل رہا ہے recovery بھی ہو رہی ہے۔

جناب اسپیکر: کیا یہ درست ہے کہ شریز خان۔۔۔

وزیر ملکہ خوراک: یوپرنا، آپ کے وقت میں تھا۔ ابھی نہیں ہے۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: جناب والا! میرے دور میں صرف چار کروڑ تھا بلکہ ہم نے اس کے ٹھیک بھی بند کیے تھے میرا نوٹ بھی ہے میں نے اس کا ٹھیکہ بند کیا ہوا تھا۔

وزیر ملکہ خوراک: آپ کا، باقی میں۔۔۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: جناب والا! میرا خیال ہے وہ بلیک لست ہے اس کے دونوں لڑکے اس وقت ٹھیکیدار ہیں۔

وزیر ملکہ خوراک: بھائی ہمارے وقت میں ٹھیک نہیں دیا یہ پہلا ٹھیکہ ہے۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: جناب اسپیکر صاحب! آپ چیک کریں اگر شریز خان بلیک لست نہیں ہے میں اسمبلی سے resign دوں گا۔

وزیر ملکہ خوراک: اگر یہ ٹھیک دیا ہے تو پہلے دیا ہے۔ (شور۔ مداخلت)

جناب اسپیکر: نوشیر وانی صاحب! آپ تشریف رکھیں بات سنیں میں بات کروں گا آپ سے نوشیر وانی صاحب! آپ کتنے عرصے سے اس پارلیمنٹ میں آ رہے ہیں خدا کے لیے روایت اور یہاں کے تقدس کو پاہال نہ کریں۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: جناب اسپیکر صاحب! وزیر موصوف کو پتہ ہی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: آپ تشریف رکھیں مجھے بات کرنے دیں۔ کسی کی بات سننے کی طاقت رکھ لیں۔ سن تو لیں کسی کی بات کم از کم اتنے آپ بے تاب نہ ہوں خدا کے واسطے۔ میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ تو پارلیمانی روایت کا احترام کرتے ہیں بلکہ ہمیں آپ سے سیکھنا چاہیے۔ تو اس طرح آپ دونوں آپس میں شروع ہیں یہ تو آداب نہیں ہیں۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: سراوہ مجھے صحیح جواب نہیں دے رہا ہے۔

جناب اسپیکر: آپ میری بات تو مکمل ہونے دیں اتنی بے صبری کیوں کسی کی بات تو مکمل ہونے دیں۔ آپ کچھ تحلیل

سے سنیں۔ میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس ہاؤس کا ایک تقسیم ہے اس کی ایک حرمت اس August House کی اپنی روایات ہیں مہربانی فرمائہ ہم سب پر لازم ہے کہ ہم اس کے لقنس کو بحال رکھیں۔ اور جب بات کرنی ہو بالکل آپ کا حق ہے آپ سوال کر سکتے ہیں آپ جواب مانگیں حکومت سے۔ حکومت جواب دینے کے پابند ہے آپ کو جواب دیگی مگر اس کا ایک طریقہ ہے طریقہ کار کے مطابق کام کریں یعنی اللہ ہم حاضر ہیں۔ جناب مندو خیل صاحب! سپیئنٹری question۔

جناب عبدالرحیم خان مندو خیل: جناب اسپیکر! میں وزیر صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ جو حقائق سامنے آئے ہیں وہ یہ ہیں کہ شمریز خان یا دوسری کمپنی امجد اینڈ شاید۔ ان کے مونو پولی کی وجہ سے جو گورنمنٹ نے غلط بنائی۔ گندم کی قحط میں یہاں ایک element، انہوں نے کوئی گندم کسی گودام میں نہیں پہنچائی۔ تو میں سوال کروں گا وزیر صاحب سے کہ کیا آپ ان افراد پر کوئی انکواڑی مقرر کی ہے یا آپ کے زیر غور ہے؟ اور یہ کہ وہ ان کا احتساب کیا جائے اور پھر اس کے مطابق اگر وہ ایسے پائے جائیں کہ جو انہوں نے اتنا بڑا نہیں کیا ہے پھر اس کے مطابق سزا ملے۔

وزیر ملکہ خوراک: یہ اس کا جو بھی ہوں یا پہلے کا منسٹر ہو میں اس کو معاف نہیں کروں گا سب کا میں چیک کروں گا۔

جناب عبدالرحیم خان مندو خیل: میں عرض کر رہا ہوں کہ کیا یہ بات آپ کے زیر غور ہے؟
وزیر ملکہ خوراک: سب زیر غور ہے۔ 85 لیٹر ایکٹ تک ہمارے زیر غور ہیں۔

جناب اسپیکر: میر محمد علی صاحب سوال میں یہ کہا ہے کہ کیا یہ دو ٹھیکیدار ہیں انہوں نے، پہلا سوال یہ کیا کہ کیا گندم پہنچی ہے آپ کے گودام میں؟

وزیر ملکہ خوراک: پہنچی ہے۔

جناب اسپیکر: پہنچی ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ آپ نے کوئی کارروائی کرنی ہے۔ عبدالرحیم خان مندو خیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم مندو خیل: یعنی وہ کہہ رہے ہیں کہ گندم انہوں نے پہنچائی ہے۔

جناب اسپیکر: جی ہاں انہوں نے ایک جواب تو یہ دیا۔

جناب عبدالرحیم خان مندو خیل: یعنی وزیر صاحب یہ فرماتے ہیں کہ ان ٹھیکیداروں نے گندم پہنچائی ہے۔

جناب اسپیکر: کہتے ہیں گوداموں تک پہنچی ہے۔

جناب عبدالرحیم مندو خیل: پہنچائی گئی ہے؟

جناب اسپیکر: جی ہاں وزیر خوراک یہی فرماتے ہیں۔

جناب عبدالرحیم مندو خیل: اچھا! اس کے علاوہ میں آپ سے پوچھوں گا کہ یعنی ان کی مونو پولی جو بنائی گئی ہے۔ اس

کے لیے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ یہ ٹھیکیداروں کو دیا جائے؟

وزیر مکملہ خوراک: انکو ائری بٹھا کر اس نو open ٹینڈر کرائیں جو کم ہو گا اُسی کو ملنے گا۔

جناب اپیکر: میر صاحب! وہ یہ فرماتے ہیں کہ ان ٹھیکیداروں کی جو من مانی کر رہے ہیں۔ کیا ان کو من مانی کرنے دیں گے یا یہ ٹھیک آپ کسی اور کو بھی دیں گے یہ سوال ہے۔

وزیر مکملہ خوراک: کسی اور دے دیں گے، انکو ائری کریں گے، اس کو کیوں من مانی کرنے دیں۔ من مانی کسی کو بھی کرنے نہیں دیں گے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: سوال میرا یہی ہے اس میں ایک پہلو یہ ہے کہ یہ ایک ٹھیکیداری کل دوجو پورے صوبے میں ہیں، ان کے بجائے مختلف علاقوں کے لیے مختلف ٹھیکے اُنکے بنائے کرو ٹکونو ٹینڈر کے لیے آپ دیں گے یا نہیں یہ ہے میر اسوال؟

ملک سرور خان کا کڑ: point of order! میرے پاس ایک بہت بڑا ثبوت ہے لیکن میں اس ڈر سے بات نہیں کر سکتا سر! میں وہ بات نہیں کر سکتا ہوں چونکہ آج کل، پہلے تو یہ روایت تھی یا تو تھانے چلیں یا لاڑکانہ چلیں۔ آج کل یہ روایت ہے یا تو تھانے چلیں یا ڈریہ بگٹی چلیں۔ اس لیے میں ڈر گیا میں بیٹھ جاتا ہوں۔

میر عبدالکریم نوшیر وانی: point of order! جناب اپیکر صاحب! میں وزیر موصوف سے اتنا پوچھتا ہوں کہ یہ پنجاب کی گندم جو یہ بلوچستان میں سپلائی ہوتی ہے۔ آیا یہ پنجاب سے کوئی کوئی routes سے آتی ہے؟

جناب اپیکر: نوшیر وانی صاحب تیزی نہیں کریں ذرا میری بات سنیں۔

میر عبدالکریم نوшیر وانی: سپلینمنٹری سوال جناب! میں وزیر موصوف سے پوچھتا ہوں کہ میری شنید میں آیا ہے کہ پنجاب via کراچی سے پھر بیله اور یہاں کوئی پہنچتی ہے۔ بجائے ثوب سے۔ چونکہ ان کے routes ثوب سے ہے۔ اور یہ U-turn کر کے سیدھا کوئی سے اس لیے کہ وہ گورنمنٹ سے چار جز لیتے ہیں۔

جناب اپیکر: نہیں سوال کیا بنا؟ جی جناب!

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب اپیکر صاحب! نوшیر وانی صاحب کا سوال پھر ہو جائے، وہ بہت اچھا سوال ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ پہلے سوال کا جواب ہو جائے۔

جناب اپیکر: وہی تو میں کہتا ہوں کہ ملک سرور صاحب اُٹھ گئے تھے پھر یہ اُٹھ گئے۔ میر صاحب! سوال کا جواب آپ دیں۔ جو سوال آپ سے مندوخیل صاحب نے پوچھا۔

میر عبدالکریم نوшیر وانی: point of order! میں منظر فوڈ سے سوال کر رہا ہوں مولوی امیر زمان صاحب آپ مجھے جواب نہ دیں۔

جناب اپسکر: نو شیر وانی صاحب! please آپ تشریف رکھیں۔

سینئروزیر: جناب! اس سلسلے میں ایک وضاحت کروں گا۔

جناب اپسکر: جی ارشاد فرمائیں۔

سینئروزیر: مسئلہ اس طرح ہے جو عبد الرحیم صاحب یا نو شیر وانی صاحب نے کہا ہے۔ جو پہلے کچھ ہوا ہے اور حس طریقے سے کیا گیا ہے وہ تو سب ساتھیوں کو معلوم ہے اب اس مسئلے پر اس حد تک تو غور ہو رہا ہے کہ ہم اور سیکرٹری فوڈ نے یہ مسئلہ کا بینہ میں لایا پھر اس پر ایک کمیٹی بھی ہم نے بنائی ہے۔ آئندہ کے لیے انشاء اللہ ہر ڈویژن میں ہر ٹھیکیدار کے توسط سے وہاں گندم ملے گی۔ اور آئندہ 15 تاریخ کو اجلاس ہونے والا ہے اُسمیں ہم انشاء اللہ یہ پیش کر دیں گے جو بھی شکایات ہیں۔ اور انہی حضرات سے ہماری یہ درخواست بھی ہے کہ ان کے ساتھ اگر کوئی اچھی تجویز ہیں وہ بھی ہمارے پاس بھجوادیں تاکہ اس پر ہم پھر عملدرآمد کریں۔ شکریہ۔

میر عبدالکریم نو شیر وانی: جناب میرے سوال کا جواب یہ تو نہیں ہے میرے سوال کا جواب یہ ہے میں وزیر موصوف سے پوچھتا ہوں کہ گندم جو شریز خان کو آپ لوگوں نے ٹھیک دیا ہے۔

جناب اپسکر: آپ اپنے سوال کا جواب بھی خود دے رہے ہیں۔

میر عبدالکریم نو شیر وانی: آیا شریز خان اس وقت بلیک لست ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں وہ بلیک لست ہے یا اس کے اڑکے لے آرہے ہیں یا شریز خان خود لارہا ہے؟

وزیر ملکہ خوراک: ادھر تو ہمارے پاس بلیک لست نہیں ہے۔ ابھی میں چیک کرواؤ گا اگر وہ بلیک لست ہے تو اس کا نام میں ٹھیک سے نکال دوں گا۔

جناب اپسکر: آپ تشریف رکھیں جی گیلو صاحب۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر خزانہ): جناب اپسکر صاحب! یہ جو ٹھیک دیئے گئے ہیں یا ایک سال قبل کے ہیں۔ یہ خود جوں میں ختم ہو جائیں گے۔ یہ ٹھیک انہی کے وقت میں دیئے گئے تھے ان کا پیر یہ ختم ہو جائے تو شریز خان کا ٹھیک بھی ختم ہو گا۔

جناب اپسکر: میر صاحب! آپ کامنی سوال کیا بنا۔

وزیر خزانہ: میں عبدالکریم نو شیر وانی کا جواب دے رہا ہوں یا ایک سال کے لیے۔

جناب اپسکر: نہیں میر صاحب! آپ کامنی سوال کر سکتے ہیں۔ جواب وزیر خوراک صاحب دیں گے۔ please

تشریف رکھیں۔ on point of order لا گلا سوال جی 7 ہو گئے سوال تشریف رکھیں جی۔

میر عبدالکریم نو شیر وانی: سر! ہمیں صحیح جواب نہیں مل رہا ہے ایک اور بھی آخری سوال ہے سر میں وزیر موصوف سے

پوچھتا ہوں کہ یہ گندم پنجاب via کراچی کیوں آتے ہیں جب کہ روٹ ان کا الگ کریں۔

جناب اسپیکر: چلیں جی سوال صرف اتنا ہے کہ گندم via کراچی کیوں آتی ہے؟ بس اس کا جواب دیں آپ۔

وزیر مکھی خوراک: ابھی کراچی سے کوئی نہ آتی ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ کہہ رہا ہے کہ روٹ ڈوب سے ہے لیکن بلوچستان کی گندم کراچی کیوں آتی ہے۔ یہ سوال آپ سے کر رہا ہے۔

میر عبدالکریم نوشیرוואنی: جناب والا! پنجاب کی گندم کراچی اور کراچی سے بیلہ پھر کوئی پہنچتی ہے جب کہ پنجاب کا روٹ الگ ہے۔

وزیر خوراک: پہلے تو پاسکو سے ملتی پاسکو ختم ہو گئی یہاں کوئی نہ دے دی ابھی دوبارہ پاسکو کی ہوتی ہے پاسکو پھر تھرواس کو دے دیتی ہے۔

میر عبدالکریم نوشیرוואنی: جناب والا! میں بل پیش کروں گا کہ وہاں پنجاب، پنجاب سے کراچی، بیلہ، انہوں نے گورنمنٹ سے پیسے لیے ہیں۔

وزیر خوراک: بھائی ضرورت کے مطابق کوئی نہ دہاں چھین گے۔

جناب اسپیکر: بس ٹھیک ہے ہو گیا۔

ملک محمد سرور خان کا کڑ: جناب اسپیکر point of order

جناب اسپیکر: جی جناب ملک سرور صاحب۔

ملک محمد سرور خان کا کڑ: سر! سوال یہ ہے کہ جہاں تک شمریز خان کے بارے میں بحث ہو رہی ہے اس پر بحث کرنا فضول ہے۔

جناب اسپیکر: کیا بولا آپ نے۔

ملک محمد سرور خان کا کڑ: اس کے اوپر بحث کرنا فضول ہے کیونکہ وہ گزشتہ 10-15 سالوں سے جتنی بھی حکومتیں آئیں ہیں وہ ان کے اوپر زور ہے۔ میں تو یہ یہاں بڑے افسوس سے کہہ رہا ہوں کہ شمریز خان اس پورے ہاؤس پر بھی زور ہے تو خواخوہ اس کے لیے بحث کرنا باتیں کرنا اور یہ کہہ رہا ہے کہ انکو اتری ہو گئی نہ کوئی کام ہو گا نہ ہم اسکو ٹھیکیاری سے الگ کر سکتے ہیں۔ یہ پورا ہاؤس نہیں کر سکتا ہے تو خواخوہ فضول بحث کی کوئی ضرورت نہیں ہے جناب! آپ آگے چلیں۔

جناب اسپیکر: جی مولانا امیر زمان کا اسٹینٹ میرے خیال میں بڑا خیج ہے۔

جناب سعید احمد ہاشمی: جناب اسپیکر صاحب! point of order کا کڑ صاحب نے خود فرمایا ہے کہ اس کے بعد

تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں دو منٹ کے لیے خاموشی ہونی چاہیے۔

جناب اسپیکر next question: جناب جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب اسپیکر! سوال نمبر 4۔

جناب اسپیکر: وزیر ماہی گیری کوں ہے آپ ہیں جی آپ پڑھیں گے جواب یا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

وزیر محکمہ ماہی گیری: پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جناب! پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: کیا وزیر خوراک از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیم جولائی 1990ء سے اب تک صوبہ میں محکمہ کے زیر تھت مکمل شدہ زیر تکمیل اور زیر تجویز مختلف پراجیکٹس، اسکیموں اور منصوبہ جات کی کل تعداد، نوعیت نیز ان پراجیکٹس، اسکیموں اور منصوبہ جات کے لئے مختص شدہ تنخینہ لائگت اور ان پر خرچ شدہ رقم کی علیحدہ ضلع وار تفصیل دی جائے۔

(ب) مذکورہ بالا مکمل شدہ پراجیکٹس، اسکیموں، منصوبہ جات کی تکمیل، زیر تکمیل پراجیکٹس کی اب تک مکمل نہ ہونے کی وجہ اور ان پر خرچ شدہ رقم، کام اور نوعیت فنڈز وغیرہ کی پراجیکٹس، اسکیم اور منصوبہ وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

وزیر ماہی گیری: کیم جولائی 1990ء سے لے کر اب تک صوبہ میں محکمہ ماہی گیری کے زیر تھت مکمل شدہ، زیر تکمیل اور زیر تجویز مختلف پراجیکٹس، اسکیموں اور منصوبہ جات کی کل تعداد، نوعیت نیز ان پراجیکٹس پر خرچ شدہ رقم کی علیحدہ ضلع وار تفصیل اور مذکورہ مدت میں کل 13 اسکیمیں منظور ہو کر مکمل ہوئیں۔ ان کی تفصیل ضخیم ہے لہذا اسمبلی لا بہری میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) مذکورہ بالا مکمل شدہ پراجیکٹس، اسکیموں اور منصوبہ جات کی تاریخ تکمیل جزو (الف) میں کالم 7 میں درج کردی گئی ہے۔ مزید برآں مندرجہ بالا تمام اسکیموں کو وقت مقررہ میں مکمل کر لیا گیا تھا۔ لہذا فاضل ممبر کے سوالات یعنی زیر تکمیل پراجیکٹس کی اب تک مکمل نہ ہونے کی وجہ اور ان پر خرچ شدہ رقم، کام اور نوعیت فنڈز وغیرہ کی پراجیکٹس، اسکیم اور منصوبہ وار تفصیل کوئی نہیں ہے۔ اس لئے اس جزو کا جواب نہ میں تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: کوئی ضمیم سوال ہوا گر؟ جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! میری سپلینمنٹری میں وزیر صاحب سے پوچھوں گا کہ آپ نے جو پراجیکٹس یہاں کمکل کیے تھے یا جاری ہیں، یہ پراجیکٹس آپ نے کس پالیسی پلان کے تحت تیار کیے تھے آپ کی گونمنٹ کا کوئی پالیسی پلان آپ کے ڈیپارٹمنٹ کا کوئی پالیسی یا پلان ہے؟ دو سالوں کا یا پانچ سالوں کا یا سات سالوں کا؟

وزیر ماہی گیری: جناب! یہ میرے وقت میں نہیں ہوا تھا پہلے ہوا ہے۔ پھر گورنمنٹ۔۔۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! گورنمنٹ اور مسٹر کی تبدیلی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ گورنمنٹ کا کوئی پالیسی پلان ہے جس کے تحت یہ پراجیکٹ بنے۔

وزیر ماہی گیری: یہ بچھلی گورنمنٹ کے پلان کے تحت کیا تو باقی اس کے پراجیکٹ پہلے سے مکمل ہو گئے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں کون سا پلان؟

جناب اسپیکر: کونسا منصوبہ کہتا ہے؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جی ہاں منصوبہ کا پالیسی پلان۔

جناب اسپیکر: حکومت کی کیا اس میں پالیسی ہے اور کیا اس میں آپ نے منصوبہ بنایا ہے؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: کوئی نام کی ماہی گیری کے ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ کا کوئی پالیسی پلان جس کے تحت آپ نے یہ پراجیکٹ بنائے ہیں۔

وزیر محکمہ ماہی گیری: میں معلومات کر کے آپ کو بتاؤں گا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: ہاں معلومات کر کے بتادیں۔

وزیر ماہی گیری: میں آئندہ اس کا جواب دوں گا مجھے موقع دیں۔

جناب اسپیکر: موقع مانگ لیا جی، ٹھیک کہتے ہیں وہ۔

وزیر ماہی گیری: اس کو میں پھر چیسر بلاوں گا ادھر پھر آپ کو پورا۔۔۔

جناب اسپیکر: جناب! اس کو موقع دیدیں ٹھیک ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب! یہ سات سوالات ہیں اُنکو آپ ڈیلفر کر دیں اور نظر میں رکھیں۔

جناب اسپیکر: جی ہاں۔ اُنہی ڈیلفر کیئے گئے سوالات میں سے اور سوال بھی ساتھ ڈیلفر کرتے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: میر اسوال یہ ہے کہ۔

جناب اسپیکر: ابھی آپ سوال کریں اب دوبارہ جب بعد میں آئے گا پھر آپ سوال کریں۔ ڈیلفر ہو گیا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں جناب والا! دیکھیں یہ تو آپ نے اس کو ڈیلفر۔ ڈیلفر تو

اسembly کی convenience کے لیے ہوتا ہے نہ کہ پھر یہ ہے کہ پھر وہ نئے سوالات ہمیں کرنے پڑیں؟

جناب اسپیکر: میں بھی convenience کے لیے کہہ رہا ہوں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: میں اس میں یہ اضافہ کروں گا کہ آپ کی ماہی گیری کے progress اور ڈیولپمنٹ کے لیے جو پلان آپ کا، یعنی جو پراجیکٹ آپ کے تھے، کیا دریاؤں کے پانی پر ماہی گیری کے ٹوٹل پراجیکٹس آپ کے ہیں؟

جناب اسپیکر: بس یہ سوال انہوں نے نوٹ کر دیا جواب آجائیگا بعد میں جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں یہ فریش نوٹ کا نہیں ہے جناب والا! یہ تو یعنی اس سوال سے نکلتا ہے۔

جناب اسپیکر: درست ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: سوال یہ ہے کہ انہوں نے یہ پراجیکٹ ان پراجیکٹس میں ٹھیک ہے سمندری سائینڈ پر کچھ پراجیکٹ انہوں نے لکھا ہے کہ یہ کام ہم نے کیا ہے ہمارے صوبے میں بہت سے دریا ایسے ہیں جن کا پانی بہترین مچھلی کے لیے ایک پروش گاہ بن سکتی ہے اس میں بحثیت ڈیپارٹمنٹ، بحثیت گورنمنٹ کا آپ کا کوئی ٹارگٹ آپ کی کوئی ڈائریکشن رہی ہے؟

وزیر ماہی گیری: نہیں اس کا تو ہے پروجیکٹ، تقریباً 11 کروڑ 17 لاکھ 80 ہزار جاپان گرانٹ تھی۔ بوٹ ہے، انہوں ہے، جال ہے، اور سامان ہیں۔ ان کے لیے یہ پہلے سے مکمل ہو گیا ہے۔

جناب اسپیکر: عبدالرحیم مندوخیل صاحب! بس آپ کا سوال نوٹ کر لیا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب۔ جی ایک سوال اور۔

وزیر ماہی گیری: دوسرا دو کروڑ وزیر اعلیٰ اسپیشل فنڈ سے ملے ہیں۔ یہ بھی پرانا ہے ہمارے وقت کا نہیں ہے یہ بھی وہی ماہی گیری کے لیے جہاز۔۔۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: یہ اس سے تعلق نہیں ہے یہ تو دریاؤں کی۔

وزیر ماہی گیری: یہ دریاؤں کے لیے پسندی، گواہ، اور مارٹر۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں وہ تو سمندری وہ ہیں۔

میر جان محمد خان جمالی: ایک ضمنی سوال ہے ایک پالیسی۔ یہی دریاؤں کے بارے میں وہ سمندر کی طرف جا رہے ہیں، ہم ان کو دریاؤں کی طرف لے آ رہے ہیں۔ اگر اجازت دیں آپ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب! میرے سوال کو مکمل ہونے دیں۔

جناب اسپیکر: مکمل تھا، بالکل مکمل ہے آپ کا سوال۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں میں مکمل سوال پر آتا ہوں آپ نے جو کام کیا ہے اس میں آپ کا growth rate آپ تناکتے ہیں کہ آپ نے جو خرچ کیا ہے اُن سالوں میں جو کچھ آپ کی پروڈیکشن تھی اُس سے۔۔۔

سردار محمد اندر جان مینگل (قائد ایوان): جناب اسپیکر صاحب! point of order میں ممبر صاحب سے عرض کروں کہ اگر وہ اس سلسلے میں فریش سوال لائیں تو ان کا وزیر موصوف جواب دینے کے لیے تیار ہے۔ یہ سپیمنٹری concerned جواب دینے کے لیے تیار ہے۔ یہ سپیمنٹری جواب دے ہے ہیں فریش سوال اگر دریا کے پانی کے لیے مچھلیاں انکو پانی ہیں تو اس کے لیے لاائیں۔ اس میں ہم اس کا جواب دیں گے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب یہ سوال نہیں بنتا۔

ملک محمد سرور خان کا کڑ: جناب اسپیکر! point of order اگر قائد ایوان اس کا جواب دیدیں تو کیا فرق ہے؟ اگر ان کے وزیر کے پاس اتنی معلومات نہیں ہیں تو قائد ایوان کے پاس تو بڑی معلومات ہوں گی۔

قائد ایوان: ملک صاحب! میرے پاس کچھی معلومات سی اینڈ ڈبلیوڈامبر کی بھی ہیں، میرے پاس فوڈ ڈیپارٹمنٹ کی معلومات ہیں، وہ سب میں آپ کو دونوں گا آپ فریش سوال لے آئیں میں آپ کوڈامبر سے لے کر گندم تک اور رشتی تھانے کی سب معلومات انشاء اللہ دے دوں گا۔

جناب اسپیکر: جناب مندوخیل صاحب! آپ تشریف رکھیں سوال ڈیلفر ہو چکا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں جناب والا! یہ سپیمنٹری اس سوال کا بالکل نیچرل ہے۔

جناب اسپیکر: میں نے سوال کوڈیلفر کر دیا ہے لہذا next question نہیں ہوگا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں جناب! میں اس میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہاں percentage growth کی یہاں نہیں ہے جو تاثر چ آیا ہے۔

جناب اسپیکر: عبدالرحیم صاحب! نہیں چھوڑ دیں اب دوبارہ آئیگا سب اس پر بات کر لیں گے۔ اگلا سوال؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: سوال نمبر 5۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور ہو جی۔ سپیمنٹری۔

وزیر ماہی گیری: پڑھا ہوا تصور کریں۔

☆جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: کیا وزیر ماہی گیری از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ ماہی گیری کے انتظامی آفیسر ان کے نام مع گرید اور ضلع اور رہائش کی تفصیل دی جائے۔

(ب) مذکورہ محکمہ کے تحت صوبہ کے کن کن اضلاع میں کس نوعیت کے کون کون سے ادارے کہاں کہاں قائم ہیں۔ نیز ان

اداروں میں تعینیت آفیسر ان کے ناموں کی مع گرید اور ضلع اور رہائش کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر ماہی گیری: محکمہ ماہی گیری بلوچستان کے انتظامی آفیسر ان کے نام مل گریڈ اور ضلع اور رہائش کی تفصیل صحیم ہے لہذا اسمبلی لا بھریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: کوئی ضمنی سوال آپ پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ جی سوال نمبر 6 دریافت فرمائیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: سوال نمبر 6۔

جناب اسپیکر: سوال نمبر 6 کیا یہ پڑھا تصور کیا جائے؟

میر عبدالکریم نوشیر وانی: اسکا تعلق نوابزادہ سلیم صاحب سے ہے اور وہ آج تشریف نہیں لائے ہیں۔ اگر یہ پڑھا ہوا تصور کریں۔ صنعت و حرفت کا۔

جناب اسپیکر: اگر اس کو آپ ڈیلفر کرنا چاہتے ہیں تو کر دیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! اس میں پھر مسئلہ یہ ہے کہ اس کو حل کریں کہ یعنی کہ اسی سیشن میں لانا ہے۔

جناب اسپیکر: وہی روایت ہم جاری کریں گے اسی سیشن میں آپ کو جواب ملے گا۔

جناب عبدالرحیم مندوخیل: ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: سوال نمبر 81۔

جناب اسپیکر: اسکو بھی ڈیلفر کریں۔ جی میر صاحب! یہ ہی ڈیلفر کیا گیا جی۔ اسی کو بھی انشاء اللہ اسی سیشن میں لائیں گے۔ اب سیکرٹری صاحب! اگر رخصت کی کوئی درخواست ہو۔ رخصت کی درخواستیں۔

جناب اختر حسین خاں (سیکرٹری اسمبلی): ایک درخواست ہے میر چاکر خان ڈوکنی نے ذاتی مصروفیات کی بناء اج اور دو میں کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آپ رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: تحریک التوانہ 2 پیش کریں

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: تحریک التوانہ 2۔ اسمبلی قواعد و انصباط کا راجحہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 7 کے تحت فوری اور اہم عوامی اہمیت کے عامل مسئلہ پر تحریک التوانہ کا نوٹس دیتے ہیں لہذا اس معزز ایوان کے معمول کی کارروائی روک کر کوئی تسمیت صوبہ میں گندم اور آٹے کی شدید قلت پر بحث کی جائے۔ اخباری تراشہ مسلک ہے۔ جناب اس میں سردار غلام

مصطفی خان ترین بھی تھے لیکن چونکہ وہ ابھی تک نہیں آئے ہیں۔

جناب اسپیکر: وہ موجود ہے؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جی نہیں۔

جناب اسپیکر: موجود نہیں ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: اچھا میرا ایک۔

ملک محمد سرور خان کا کڑ: جناب اسپیکر صاحب! point of order!

جناب اسپیکر: جی ملک صاحب آپ point of order! جی۔

ملک محمد سرور خان کا کڑ: عرض یہ ہے کہ میں نے بھی ایک تحریک التوا کا نوٹس دیا تھا جس کو آپ نے اپنے چیمبر میں kill کیا ہے۔ میں جانتا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کے قاعدے و قواعد کے مطابق جتنی بھی تحریک التوا مختلف ممبر زایوان میں پیش کرتے ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ ان کو ہاؤس کے فلور پر لایا جائے اور پھر اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ کسی بھی دن اُس کو بحث کے لیے رکھا جائے گا۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ میری تحریک التوا میں وائس چانسلر کے بارے میں کہا تھا کہ یہاں وائس چانسلر کی پوسٹ کیلئے جتنے لوگوں کے نام آ رہے ہیں ان میں کوئی اعلیٰ ایجنسی کیشنٹ آدمی نہیں ہے نہ کوئی تجربہ کار آدمی ہے۔ اس طرح گزشتہ اسمبلی کو گزشتہ دس پندرہ سالوں میں مختلف ایڈن فنٹریلوں نے چلا یا۔ جس سے بلوچستان کی تعلیم پر بہت بڑا اثر پڑا ہے۔ لہذا میں نے یہ نوٹس آپ کو دیا تھا لیکن آپ نے اس کو اپنے چیمبر میں ختم کر دیا۔ جبکہ یہاں اسمبلی کے قاعدے اور قواعد 72ء کے B کی خلاف ورزی ہے۔ یہ میرا حق اور یہ میرا استحقاق ہے کہ میری تحریک التوا کو اس طرح سے اسمبلی کے چیمبر میں ختم کرنا اور اسمبلی کے فلور پر نہ لانا یہ میرے استحقاق کی بھی خلاف ورزی ہے۔ اور میں بھی شیفت ایک ممبر اس معزز زایوان کے اس کی بھی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ اور میرے ساتھ جو بھی کچھ ہو رہا ہے یہ میں کہتا ہوں کہ ایک اچھی بات نہیں ہے۔ آپ مہربانی کریں یہ ہاؤس ہے، یہ بلوچستان کا صوبہ ہے، یہاں لوگوں کے بڑے مسائل ہیں، اگر یہ مسائل ہم اس ہاؤس میں بیٹھ کر اور اس میں بحث کرنے کا آپ موقع نہیں دیں گے تو اس صوبے کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ تو میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ہمارے grandfather ہیں، اس ہاؤس کے کمٹوڈین ہیں، اس ہاؤس کی دونوں اطراف آپ کے لیے براہر ہیں۔ اور خاص کر پھر جو اسمبلی کے قاعدے و قواعد ہیں اس کے مطابق اگر آپ ہمارے ساتھ سلوک نہیں کریں گے ہمارے ساتھ نہیں دیں گے تو یہ بہت افسوس ناک ہے۔ اس لیے آپ فراخ دلی سے کام لیں۔ اور میں بھی اسی بڑی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا لیکن میں نے کسی کو نظر انداز نہیں کیا۔ میں نے سب لوگوں کو برابری کا موقع دیا تاکہ اس صوبے کے مسائل اور مشکلات اس فلور پر آ جائیں۔ تاکہ ہمارے حکمران اس باتوں کو سمجھ سکیں کہ ہمارے صوبے میں کیا ہو رہا ہے۔ اور اگر

آپ پہلے ہی ہمیں کہتے ہیں کہ آپ بیٹھ جائیں آپ پیش نہ کریں تو پھر اس ہاؤس میں بیٹھنے کا کیا جواز ہے۔ تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اپنی پوزیشن سے اس صوبے کو تھوڑا بہت فائدہ دے سکتے ہیں۔ ابھی میں نے کہا کہ میرے پاس اتنے پندے پڑے ہیں، ثبوت ہیں لیکن میں پیش نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ میں اپنے ان لوگوں کو جنہوں نے مجھے ووٹ دیا ہے جنہوں نے مجھے نمائندہ بنایا کہ بھیجا ہے میں ان کے سامنے جواب دہوں کر میں اپنے لوگوں کے لیے اس اسمبلی میں کون صحیح سی بات کی ہے کیا عوام کی ترجمانی کی ہے۔ تو اس لیے میں اپنے حلقے میں جاؤں گا تو لوگ مجھے پھر ماریں گے کہ آپ اپنے حلقے کی ترجمانی نہیں کر سکے۔ تو یہ ایک اچھی روایت نہیں ہے۔ آپ کو خدا نے ایک عزت دی ہے، ایک بڑی کرسی پر بٹھایا ہے۔ تو آپ اس عزت کو اس بلوچستان کے عوام کے مفاد میں اس اسمبلی کو چلا کیں۔ میری آپ سے گزارش ہے آپ مہربانی کریں ہمیں موقع دیں۔ آپ اگر اسمبلی کے چیمبر میں اس طرح تحریک التوا ختم کرنا شروع کریں گے تو پھر اس صوبے کے لوگوں کے مسائل اور مشکلات کا وہ کو ناساطر یقہ ہے کہ ہم باہر سڑکوں پر لکل جائیں یا کسی اور جگہ ہم اپنے لوگوں کی باتیں کریں۔ تو آپ سے ہماری گزارش ہے کہ آپ ہمیں موقع دیں۔ ہماری تحریک استحقاق۔ یا تحریک التوا کو آپ اگر فوری اہمیت کے حامل ہے۔ ابھی آپ نے فوڈ پارٹمنٹ کی بات تو سئی۔ گزشتہ ایک مہینے سے اخبارات میں صوبے میں حکومت باتیں کر رہی ہے۔

جناب اپیکر: ملک صاحب! آپ نے ایک point of order کو اتنا مباہنا دیا۔

میر اسد اللہ بلوج: افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ معزز اکین پارلیمنٹ میں رہتے ہوئے آج ہم ان سے سیکھنے آئے ہیں لیکن وہ نقطہ اعتراض کو بھی نہیں سمجھتے۔

جناب اپیکر: میں ملک صاحب کا جواب دے دوں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! یہ بھی یعنی اس کے ساتھ convert ہو رہا ہے، میری بھی تحریک التوا ہے اسی مضمون پر۔

جناب اپیکر: آپ دونوں کی تحریک التوا ایک ہی مضمون کی ہے چونکہ کہ میں نے قواعد کے تحت۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! بلوچستان یونیورسٹی کی میں تو کم از کم اس کا مفہوم بیان کر دوں۔ بلوچستان یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے ایسے حالات میں استغفار دیا ہے کہ اس سے ایک بے چینی پیدا ہوئی ہے کہ ایک بار پھر پوٹیکل مقاصد کے تحت یونیورسٹی کے چانسلر کو، وائس چانسلر مقرر کیا جائے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک اہم عوامی اہمیت کا مسئلہ ہے، تعلیم ہماری سوسائٹی کا اگر ایک sense میں لیں تو سب سے اہم موضوع ہے۔ اور اسکو غراب کرنا یہ سب سے نقصانہ ہے۔ اور پھر فوری اہمیت کا مسئلہ ہے۔ اس لیے اس مسئلے کو اس ہاؤس میں پیش کیا جائے۔ اور اس ہاؤس میں بالکل freely ہر ممبر اس پر بات کرے facts سامنے لائیں اور پھر اس کے بعد جو نتیجہ ہو وہ گورنمنٹ کے لیے گائیڈ لائن کی حیثیت ہو۔ اور اگر

اس طرح، ایک بات اس دن بھی میں نے point of order پر بھی کی تھی لیکن آپ ---

جناب اپیکر: مندوخیل صاحب! مہربانی کر لیں، جی مولا نا صاحب۔

سینئر وزیر: جناب اپیکر! point of order.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! میں اپنا point of order ختم کرلوں۔

جناب اپیکر: آپ بات سنیں آپکی بات لمبی ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! ایک بات آپ مہربانی کریں کہ اگر اسمبلی میں جو مسائل یعنی ہمارے

صوبے کے نہ آئیں، اسمبلی کے ممبران اُس پر بحث نہ کریں پھر وہ کونسا فورم ہے جس میں ہم بات کریں؟ اس لیے ہم یہ

کہتے ہیں۔

جناب اپیکر! آپ نے اس مسئلے کو اگر بحث کے لیے چھوڑا ہے تو ہم اس پر بحث کریں؟

جناب اپیکر: نہیں، بحث کے لئے، وہ point of order پر ہیں۔

جناب اپیکر! اسمبلی میں ایک تحریک التواضیش کی گئی ہے اُس کو آپ رولر کے مطابق ٹیبل کریں۔

جناب اپیکر: میں عرض کر رہا ہوں thank you very much

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: وہ تو آ رہا ہے صرف یہ ہے کہ اس پر بات ہونی چاہیے۔ اس کو چیبر میں ختم کرنا یہ

جمہوریت کی سراسر خلاف ورزی ہے۔

جناب اپیکر: میری عرض سنیں جی، یہ جمہوریت کی سراسر خلاف ورزی نہیں ہے بلکہ اسمبلی کے قواعد کے مطابق چلائی

جاتی ہے۔ اور قواعد کے مطابق ہی اس کو میں نے اپنے چیبر میں kill کیا ہے۔ قواعد ہیں رو 170 اور B-72 آپ پڑھ

لیجئے گا۔ اس لیے آپ میرے چیبر میں دونوں صاحبان تشریف لائیں۔ میری عرض سنیں، آپ کی مزید تسلی میں کرادوں گا اور

پھر اُس کے بعد بات ہو گی۔ (مداخلت) میں عرض کرتا ہوں کہ جی میں نے اس کو قواعد کے مطابق اپنے اختیارات کے

مطابق قواعد کے مطابق درست فیصلہ کیا ہے۔ آپ تشریف لائیں اگر آپ نے مزید پوچھنا ہے تو میرے چیبر میں

تشریف لائیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: میں آپ کے سامنے پیش رول کرتا ہوں کہ اسکو یہ مٹ ہونی چاہیے تھی۔

جناب اپیکر: میں نے اپنی رو لنگ دے دی ہے کہ میں نے اس کو اپنے چیبر میں قواعد کے مطابق با قaudre طور پر

--- (مداخلت) تو مزید پوچھنے کے لیے آپ میرے چیبر میں تشریف لائیں۔ مہربانی جی۔

میرا سدالہ بلوج: جناب اپیکر! یہ جو تحریک التوازن یغور ہے اسی پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: please میں نے، اگلی تحریک التواجی نمبر 2 جناب عبدالرحیم خان صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: تو گندم اور آٹے کی قلت کے بارے میں جناب والا! اور اسکے بارے میں بھی یہی پوچھا جائے گا کہ کیا اسکو بحث کے لیے ایڈمٹ کیا جاسکتا ہے؟

جناب اسپیکر: آپ دلائل دیں جی، وہ تو آئیں گے وہاں سے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: گورنمنٹ کی کوئی objection ہے یا نہیں؟ کیا گورنمنٹ اسکو oppose کر رہی ہے کہ نہیں اگر وہ oppose نہیں کر رہی ہے۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ ٹھہریں جی، آپ تشریف رکھیں آپ نے پڑھ لی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: ہاں میں نے پڑھ لی ہے آپ مہربانی کریں پوچھیں کہ کیا گورنمنٹ oppose کر رہی ہے۔۔۔ (مدخلت)

جناب اسپیکر: جی ہاں، پوچھتا ہوں لیکن آپ تشریف رکھیں انہوں نے پڑھ لیا ہے جی۔

سینئر وزیر: جناب اسپیکر! قاعدے کے مطابق اسکو آپ نے repeat کرنا ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ تشریف رکھیں۔ بات تو ایک ہی ہے آپ نے پڑھ لی۔ قاعدے میں تو ہم بھی یہی کرتے رہے ہیں۔ جی میر صاحب! چلیں میں پڑھ کر سناتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ جی کوئی سمیت صوبے میں گندم اور آٹے کی شدید قلت پر بحث کی جائے، بس یہ ہے ان کی تحریک، کہ شدید قلت پر بحث کی جائے۔ اس کو آپ oppose کرتے ہیں؟

وزیر خوراک: سر! پہلے سے مسئلہ تھا کہ ہمارا کوئی بھی آدھا ہو گیا ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں oppose کرتے ہیں یا نہیں؟

وزیر خوراک: جی سر۔

جناب اسپیکر: آپ oppose کرتے ہیں یا یہ جو کچھ کہتے ہیں ٹھیک ہے۔ اس کی آپ تائید کرتے ہیں یا تردید کرتے ہیں۔

وزیر خوراک: میں تو ویسے تردید کرتا ہوں کیونکہ ایسا۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ تردید کرتے ہیں؟

وزیر خوراک: جی۔

جناب اسپیکر: آپ تردید فرماتے ہیں اچھا پھر تشریف رکھیں۔ ابھی آپ admissibility پر بات کریں گے۔ وہ

کہتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے ہیں جی، oppose کرتے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: ہاں تو oppose کے لئے تو بہت۔۔۔

جناب اسپیکر: oppose ہے جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: oppose کے اور معنی ہوتے ہیں۔

جناب اسپیکر: مخالفت کرتے ہیں آپ کی جی۔

جناب سعید احمد ہاشمی: جناب اسپیکر! اگر اس کی وضاحت ہو جائے تاکہ روزہ ہی ہم نے اس نقطے پر آنا ہے، کہ کیا وہ اس بات کو oppose کرتے ہیں کہ تحریک نہ لائی جائے یہ وضاحت ہو جائے تو بہتر ہے؟

جناب اسپیکر: جی اس کی نفس مضمون کی بات کر رہے ہیں۔ روزہ اسکو oppose کرتے ہیں۔

جناب سعید احمد ہاشمی: نہیں جی، نہیں روزہ کے تحت تو یہ ہے کہ تحریک آئی ہے۔

جناب اسپیکر: آئی ہے۔

جناب سعید احمد ہاشمی: They have objection to the object کرتے ہیں کہ اگر ریثی پختہ اسکو laying of this motion in the house. جائے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ پھر ریثی پختہ بھی اس پر بحث کرنا چاہے گی۔ شاید وہ نہیں سمجھا آپ کی بات اس کی وضاحت کرنی جائے تو بہتر ہے۔

ملک محمد سرور خان کا کڑ: جناب اسپیکر! اگر اس ہاؤس کے بعض ارکان اس تحریک التوا کے حق میں ہیں اگر انکے ہاتھ اٹھ جاتے ہیں تو یہ باقاعدہ ہو جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

ملک محمد سرور خان کا کڑ: اگر آپ۔

جناب اسپیکر: نہیں، دیکھیں جی! پہلے تو آپ اپنا دیکھیں جو انہوں نے oppose کیا ہے اور آپ اس پر بولیں کچھ، ٹھیک ہے۔ admissibility پر بولیں گے نا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: ہاشمی صاحب نے جوابات فرمائی وہ یہ ہے اور ہے بھی یہی۔ اگر وہ oppose کرتے ہیں تو اس پر آر گو منٹس ہوں گے۔

جناب اسپیکر: admit کرنے کے بارے میں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: تردید کے معنی یہ ہے کہ وہ، پھر جو ہم بات کریں گے motion میں، اُن facts کو

وہ رد کریں گے، معنی oppose کرنا اور رد کرنا اُن facts کا ان میں بڑا فرق ہے۔

جناب اسپیکر: وہ اردو کے لفظوں کی تھوڑی سی ہیر پھیر ہے ویسے وہ oppose کر رہے ہیں جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: آپ پھر کیوں اُن کے منہ میں یہ بات ڈال رہے ہیں؟

جناب اسپیکر: نہیں وہ تو بھی بتائیں میر صاحب! آپ اسکو oppose کر رہے ہیں؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں، اگر گورنمنٹ اسکو oppose کر رہی ہے یہ تو بہت اچھی بات ہے ہمارے لیے۔

وزیر خوارک: جی ہاں oppose کرتے ہیں۔

جناب سعید احمد ہاشمی: لیڈر آف دی ہاؤس سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

Whether we want to discuss this issue here or not?

قائد اپوان: جناب اسپیکر! چونکہ یہ ملکی سطح پر ایک آئٹی کا جو مسئلہ چل رہا تھا یا گندم کا، نہ کہ صرف ہمارے صوبے میں بلکہ پورے ملک میں۔ اس سے آپ کہیں کہ یہ ہمیں وراثت میں مل گئی ہے۔ جو کچھ پہلے حکمرانوں نے کیا ہے، چاہے مرکزی حکومت میں یا صوبائی حکومت میں۔ اب اُن کا بوجھ ہم پر آ کر وراثت میں مل گئی ہے۔ لیکن اب ہمارے ممبر حضرات جو کہتے ہیں کہ اس پر بحث کرنی چاہیے۔ فی الحال صورتحال کنٹرول میں ہے۔ اگر پھر بھی اس کی گز شستہ دنوں کی صورت، ہم اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں ہم اسکو ایڈمٹ کرنا چاہتے ہیں مگر موجودہ صورتحال اب آئٹی کے سلسلے میں کنٹرول ہے۔ کیونکہ جناب اسپیکر! ہم لوگ imported گندم جو خریدتے تھے، سابقہ حکومت نے اسکا کوئی 50% گھٹادیا تھا۔ اس کے علاوہ پنجاب اور سندھ میں جو crisis پیدا ہو گئے تھے اور ہم اپنے صوبے کا جو زیادہ دارودار ہمارا تھا وہ اپنے مارکیٹ پر تھا۔ جب دونوں صوبوں میں crisis پیدا ہوئے، حالانکہ یہ ہونا نہیں چاہیے تھا مگر بد قسمتی ہے ہماری اس صوبے کی کہ دونوں بارڈر سیل کر دیئے گئے اور اپنے مارکیٹ سے آٹا اور گندم آنابند ہو گئی تھی جس کی وجہ سے ہم لوگ crisis میں مبتلا تھے۔ اور گز شستہ دنوں میں چیف منستر پنجاب اور فیڈرل گورنمنٹ سے ہماری بات ہوئی ہے، وہاں سے وہ daily ہمیں provide کرتے گئے ہماری جو گندم ہے، کچھ دنوں بعد چیف منستر سندھ سے بھی ہماری بات ہوئی ہے۔ اُس نے بھی بارڈر کھولنے کی ہمیں یقین دہانی کرائی ہے۔ اب صورتحال کنٹرول میں ہے اسکے باوجود بھی اگر وہ اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: thank you بہت شکر یہ جی۔ چیف منستر صاحب یہ فرمارے ہیں کہ اگر آپ بحث کرنا چاہتے ہیں ہم حاضر ہیں بحث کے لیے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں وہ تو بعد میں ہے۔ یہ تو آپ کی بات ایسی بن رہی ہے۔ یہ تو بعد کی بات ہے کہ آپ اُن facts کو رد کریں گے کہ وہ آپ فرمارے ہیں کہ وہ کنٹرول میں ہے ہم کہیں گے کہ کنٹرول میں نہیں ہے۔ بات یہ

ہے کہ بحث کے لیے، یہ تو admissibility پر ہے کہ اسکو بحث کے لیے ایڈمٹ کرنا ہے یا نہیں؟

جناب سعید احمد ہاشمی: ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب اپیکر: چونکہ کسی طرف سے اعتراض نہیں ہے لہذا اسکو باضابطہ قرار دیا جاتا ہے کل دو گھنٹے بحث کے لیے منظور کیا جاتا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: ٹھیک ہے۔ اب جناب point of order

جناب اپیکر: نہیں یقین دہانی تو اُس نے آپ کو کرادی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں نہیں اس پر نہیں۔

جناب اپیکر: اچھا اور کوئی ہے جی؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں اس پر نہیں کوئی اور ہے۔ کل کی جو تحریک التواہی جوز لارکے بارے میں تھی۔

جناب اپیکر: مندوخیل صاحب! ان کی بات ہو گئی، کم از کم ہاؤس سے leave لے لیں ذرا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: اسکی leave تو اُس وقت ہوتی ہے جناب والا! جب اپوزیشن ہو۔

جناب اپیکر: نہیں leave تو ہو گی نا۔ دو گھنٹے کے بحث کے لیے آئے گی، بس ٹھیک ہو گئی بات آگے چلیں۔

آپ point of order پر کچھ کہنا چاہ رہے تھے دوسرا بات۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! پرسوں زنگ لے کے بارے میں جو تحریک التواہی پر ہوئی اور بحث کے لیے ایڈمٹ ہوئی اور اس کا ٹائم 3 دن کے اندر مقرر کرنا ہے یعنی آج، کل، اور پرسوں تو۔۔۔

جناب اپیکر: کل تو اجلاس نہیں تھا جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: آج تو ہے دو گھنٹے اس پر بحث ہو جائے جی۔

جناب اپیکر: نہیں سئیں نا۔ جی کل اجلاس تو نہیں تھا۔ ایک دن پیچ میں گزر رہے، آج دوسرا اجلاس ہے ہمارا تو آپ کی بالکل آئیگی۔ تیسرا ٹرن پر آجائیگی وہ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں جناب والا! سیشن میں نہیں، تین دن۔

جناب اپیکر: چلیں ٹھیک ہے تین دن کے بعد آئیگی۔ آج دوسرا دن ہے جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں نہیں آپ دوسرا قرار دیتے ہیں یا تیسرا؟

جناب اپیکر: دوسرا ہے، کل آئیگی وہ۔ کل چھٹی ہے پرسوں آرہی ہے۔ اگلے سیشن میں آرہی ہے جی۔ آج دوسرا دن ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: clearly یعنی دن بتادیں، پرسوں 2 مئی۔

جناب اپیکر: ٹھیک ہے 2 تاریخ کو انشاء اللہ آئیگی۔ جناب! مہربانی

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: thank you

جناب اپیکر: اب بلوچستان یونیورسٹی کے سینڈیکٹ میں نمائندگی کے لیے ایک رکن اسمبلی کا انتخاب ہو گا۔ میں اس معززایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ایک رکن اسمبلی کا نام دیں۔

ملک سرورخان کا کڑ: point of order سر۔

جناب اپیکر: جی! ملک صاحب! on point of order!

ملک محمد سرورخان کا کڑ: میری ایک تحریک التوا ہے جس پر میں نے آج ہی نوٹس دیا ہے کہ وہ فوری اہمیت کے حالیہ واقعہ کا اُس سے تعلق ہے، اس کے بارے میں آپ نے مجھ کوئی فیصلہ نہیں سنایا یا وہ بھی اُدھری چیز بر میں ختم ہو گئی؟

جناب اپیکر: تحریک التوا آپ نے دی۔

ملک محمد سرورخان کا کڑ: ہاں۔

جناب اپیکر: ایک تو منظور ہو گئی دوسری اگلے سیشن کے لیے لے کر جائیں گے۔

ملک محمد سرورخان کا کڑ: پھر اگلے دن کے لیے رکھ دیں۔

جناب اپیکر: ملک صاحب! روایت کے مطابق اگر ایک، ملک صاحب! آپ مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں کہ جب ایک تحریک التوا منظور ہو جاتی ہے تو دوسری اگلے اجلاس کے لیے چلی جاتی ہے۔

ملک محمد سرورخان کا کڑ: تو آپ بتائیں کہ یہ آج کے لئے ہے یا اگلے دن کے لیے ہمیں بتائیں کہ وہ اگلے کس دن کے لئے ہے؟

جناب اپیکر: تو اعد بالکل واضح ہیں۔ آپ اسٹیڈی کر کے آیا کریں۔ تو اعد this is no point of order میں یہ ہے کہ جب ایک تحریک التوا منظور ہو گئی وہ باقی آگے چلی جاتی ہے۔ سیدھی سی بات ہے بس آپ تشریف رکھیں۔ next کون صاحب پیش کریں گے؟

سینئروزیر: جناب! میں بسم اللہ خان کا کڑ، ایم پی اے کو بلوچستان یونیورسٹی کی نمائندگی کے لیے تجویز کرتا ہوں۔

جناب اپیکر: جناب مولانا امیر زمان صاحب نے جناب بسم اللہ کا کڑ کے نام بلوچستان یونیورسٹی کے سینڈیکٹ کی نمائندگی کے لیے تجویز کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا اس تحریک کو منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مولانا امیر زمان صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 5 پیش کریں جی۔

سینئروزیر: جناب اسپیکر! میری نہتی قرارداد ہے کل بھی پیش نہیں ہوئی اور آج اگر آپ اجازت دیدیں میں دونوں پیش کروں۔

جناب اسپیکر: پہلے یہ جو میں نے کہہ دیا ہے کہ اس کو آپ پیش کریں۔

ملک محمد سرور خان کا کڑ: کوئی یعنی جمعرات کے دن لوگ قراردادیں پیش کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! یہ تو آفیشل قرارداد ہے۔

ملک محمد سرور خان کا کڑ: اچھا آفیشل قرارداد ہے۔ سرکاری پارٹی سے وہ کر کے۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! شریف رحیں بڑی مہربانی آپ کی۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: جناب اسپیکر! point of order میرے معزز ساتھی کو پہنچ نہیں گونہ نہ جو کرتی ہے وہ جائز ہے، اپوزیشن جو بھی کرے وہ objection ہے۔

جناب اسپیکر: جی جناب! پڑھیں۔

مولانا امیر زمان (سینئروزیر): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ حال ہی میں پی آئی اے کے بلوچستان سے تعلق رکھنے والے نکالے گئے افسران کو فرمان کوئی الغور بحال کیا جائے۔ چونکہ گزشتہ 25 سالوں کے دوران بلوچستان سے حال ہی میں چند افسران کو تعینات کیا گیا ہے۔ اب اس اقدام سے صوبے میں بے چینی پائی جاتی ہے لہذا ان ملازمین کو بحال کیا جائے۔

جناب اسپیکر: قرارداد یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ حال ہی میں پی آئی اے کے بلوچستان سے تعلق رکھنے والے نکالے گئے افسران کو فرمان کوئی الغور بحال کیا جائے۔ چونکہ گزشتہ 25 سالوں کے دوران بلوچستان سے حال ہی میں چند افسران کو تعینات کیا گیا ہے۔ اب اس اقدام سے صوبے میں بے چینی پائی جاتی ہے لہذا ان ملازمین کو بحال کیا جائے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: point of order

جناب اسپیکر: جی جناب مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! یہاں سے سوال کیا گیا ہے کہ یہ قرارداد پرائیویٹ ممبر کی حیثیت سے ہے یا سرکاری؟

جناب اسپیکر: سرکاری۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جواب ملا سرکاری۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جب سرکاری ہے تو آئیں یہ الفاظ کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے۔ یہ جناب والا! صحیح نہیں ہے۔ اس میں یہ ہوتا کہ یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے سفارش کرتی ہے۔ درمیان میں صوبائی حکومت تو recommend کرتی ہے یہاں move کرتی ہے۔ بلکہ یہ صوبائی حکومت کی موشن ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں، وہ بات ایک ہی ہے، مدد عالیک ہی ہے، حکومت یا اسمبلی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: صوبائی حکومت کو یہ موشن منظور ہے یا نہیں؟

جناب اسپیکر: منظور ہے سب ہی تو کہہ رہے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں یہ صوبائی حکومت کی موشن ہے یا نہیں؟

جناب اسپیکر: اگر یہ موشن ہے تو پھر یہ الفاظ نہیں آئیں گے۔

سینئروزیر: جناب اسپیکر! میں نے بھی یہ کہا کہ اس میں ایسی بات ہے یہ میرے خیال میں کتابت کی غلطی ہے یا کیا ہے۔

جناب اسپیکر: تو آپ ہی نے پیش کی ہے۔

سینئروزیر: میں نے نہیں، پر نٹ آپ کی اسمبلی نے کی ہے۔ میرے کاغذات آپ اٹھا کر دیکھیں میں نے صوبائی حکومت کو سفارش نہیں کی ہے۔ یہ آپ کی اسمبلی کے الہکاروں کی میرے خیال میں غلطی ہے۔

جناب اسپیکر: تشریف رکھیں جی۔ تو پھر میں۔ جی۔ جی۔۔۔

جناب سعید احمد ہاشمی: جناب اسپیکر! ایک لفظ پڑھلوں۔

جناب اسپیکر: جی۔ جی۔

جناب سعید احمد ہاشمی: اس میں ہمارے روز کو پھر amend کرنا ہوگا۔ جہاں یہ resolutions ہیں،

سمیں 2 ہیں کہ: this is 104

It shall relate to a matter which is primarily the concern of the Provincial Government or to a matter in which the Provincial Government have substantial financial interest:

Provided that a resolution seeking to recommend to the Provincial Government to approach the Federal Government or communicate the views of the Assembly to that Government in a matter which is not primarily

the concern of the Provincial Government shall be admissible.

تو ہوتا یہ رہا ہے کہ ہم تو سفارش صوبائی گورنمنٹ سے کریں گے۔ مندوخیل صاحب کا جو نقطہ ہے وہ یہ ہے کہ یہ سرکار اپنے آپ کو سفارش کر رہی ہے۔ لیکن ہو گا ایسے ہی روز کے تحت، کہ:

This House is recommending to the Provincial Government to take up the issue with the Federal Government .

میر جان محمد خان جمالی: جناب اسپیکر! ایک طریقہ کار ہے وہ یہی ہے الفاظ، لیکن مقصد وہی ہے وہ سب سمجھ رہے ہیں۔ ابھی اردو کی اونچنج میں ہماری مادری زبان ہے نہ مولانا صاحب کی ہے، چلنے دیا کریں پہنچ جائے ادھر۔

جناب اسپیکر: ملک سرور صاحب! آپ یہاں اسپیکر رہے ہیں، آپ تھوڑی ہماری مدد فرمائیں اسی سلسلے میں قواعد کے مطابق اس میں ذرا میری راہنمائی فرمائیں؟

ملک محمد سرور خان کا کثر: یہ اپان ڈائریکٹ بھی وفاقی حکومت سے قرارداد کی صورت میں کر سکتا ہے، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: یعنی کہ ڈائریکٹ بھی کر سکتا ہے۔ thank you، ٹھیک ہے خان صاحب! اب اس پر تقاریر ہوں گی، ٹھیک ہے جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: ٹھیک ہے لیکن روز میں لکھا ہوا ہے۔ اور پریکٹس ایسے آئی ہے لیکن اصولاً یہ جب سرکاری قرارداد ہے تو اس طرح نہیں ہونا چاہیے۔ اس وقت تو ہم ایڈمٹ کرتے ہیں یعنی ہم تو پسند کرتے ہیں کہ یہ ہونا چاہیے۔ لیکن یہ چونکہ سرکاری قرارداد ہے اس کو اس سرکار کی طرف سے پورے ہاؤس میں آنا چاہیے تھا۔ بہر حال اس صورت میں ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: تشریف رکھیں۔ جی مہربانی۔ آپ کچھ بولیں گے اس پر جی مولانا صاحب۔ بہت شکر یہ جی آپ کا مندوخیل صاحب! اور ہاشمی صاحب!

thank you very much!

سینئروزیر: کہتے ہیں منظور ہے تو پھر بولیں گے تو کیا بولیں گے۔

جناب اسپیکر: دیکھیں میں پیش کرتا ہوں پھر، آپ تھوڑا سا بولیں اس پر۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! یعنی بحث کریں گے تمام views کا اظہار کریں گے اسی کو پھر ہم منظور کریں گے۔

جناب اسپیکر: اس لیے عرض کر رہا ہوں کیونکہ اس کا نام نہیں ہے۔ جناب! آپ تشریع کریں تمام چیزیں سامنے کھل

کر آئیں کہ ہمیں کیا کہنا ہے ان سے۔

سینئروزیر: جناب اسپیکر! گزارش یہ ہے کہ مرکزی حکومت نے ہمیشہ سے بلوچستان کے ساتھ میرے خیال میں کبھی انصاف نہیں کیا ہے۔ جس سلسلے میں یا جو بھی کام ہے آپ دیکھیں تو مرکزی حکومت کی طرف سے بلوچستان کے ساتھ انصاف نہیں ہوا ہے۔ آپ ملازمتوں کی طرف رجوع کریں، جو ہمارا مطالبہ ہے کہ 60 فیصد کوڈ کا وہ بھی ہمیں نہیں ملا ہے۔ یہ ایک انتہائی افسوس کی بات ہے کہ گیس تو ہماری صوبے سے نکلتی ہے اور ہمارے صوبے سے 60 فیصد گیس باقی صوبوں کو فراہم کی جاتی ہے۔ اور ہمیں 60 فیصد گیس کے ملازمین کا کوڈ نہیں ملتا۔ اور نہ ہمیں وہ 60 فیصد گیس کی رائٹلی اور یا آمدنی ملتی ہے۔ اب سندھ کی 30 فیصد ہے۔ اس کے باوجود سندھ کو اتنی ملازمتی ملتی ہیں کہ وہ بالکل ان کے لیے پریشانی نہیں ہے۔ پنجاب میں 10 فیصد ہے اُسکو حقنی بھی ملازمتیں ہیں، جو بڑی بڑی ملازمتیں ہیں وہ سارے پنجاب کی ہیں اور سرحد کے لئے کچھ بھی نہیں ہے گیس کی مد میں لیکن سرحد کے ملازمین جہاں آپ جائیں وہاں سرحد کے ملازمین موجود ہیں۔ لیکن بمثکل گزشتہ سال کچھ ملازمتیں بلوچستان کو ملی ہیں، کچھ گیس کی مد میں کچھ پی آئی اے کی مد میں کچھ واپڈا کی مد میں۔ اب یہ آرڈر ہو چکا ہے کہ ان ملازمین کو نکالا جا رہا ہے۔ اور اس میں مزے کی بات یہ ہے کہ جس آفیسر نے ان ملازموں کے انٹرو یو لیے ہیں یا ان ملازمین کو انہوں نے لیٹر بھیجے ہیں یا ان ملازمین کے جس آفیسر نے آرڈر کروائے ہیں، اب وہی آفیسر لکھ کر کے ان ملازمین سے کہا کہ آپ کو برخاست کیا جاتا ہے۔ چونکہ آپ بغیر روزگاری لیش کے لگ چکے ہیں یعنی آپ کے جو کاغذات ہیں اور یا جو آپ کے انٹرو یو صحیح نہیں ہے۔ اور آپ کے کاغذات وہاں صحیح جمع نہیں ہوئے ہیں۔ آپ کی qualification صحیح نہیں ہے لہذا آپ کو یہاں سے نکال دیا جائے گا۔ تو وہ آفیسر جو کرنل باسط کے نام سے مشہور ہے، وہ ایک دفعہ ان آدمیوں کا آرڈر کرتا ہے پھر وہی آفیسر ان آفیسروں کی برخانگی کے آرڈر کرتے ہیں۔ تو میرے خیال میں یہ انتہائی افسوس نہیں بلکہ شرم کی بات ہے کہ ایک آدمی ایک آرڈر کو خود کر کے پھر واپس لیتا ہے اس کے علاوہ اور زیادتی کیا ہو سکتی ہے کہ انہوں نے وہاں ایک یوروکریٹ کو بھایا ہے اور مرکزی حکومت جو ہدایت دیتی ہے اسکے توسط سے بلوچستان کے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے۔ تو یہ انتہائی زیادتی ہے کہ ہمارے ملازمین کو نکالا جا رہا ہے۔ میں ایوان سے گزارش کروں گا کہ وہ مرکزی حکومت سے سفارش کرے کہ جتنے بھی ہمارے ملازمین جو بھی مجھے میں لگ چکے ہیں، ان کو برخاست نہیں کیا جائے۔ بلکہ ہمارا مطالبہ ہے اور مطالبہ نہیں ہے بلکہ ہم اڑ کر کے مرکز سے اپنا حق چھین لیں گے ہم چھوڑتے نہیں ہیں۔ ہم مرکز سے یہ کہتے آئے ہیں کہ جتنا بھی ظلم آپ نے بلوچستان پر کیا ہے اور یا ہو چکے ہیں اب خدار اب کریں بلوچستان کے ساتھ اتنا ظلم نہ کریں آپ۔ اب بلوچستان کے لوگوں میں بھی کچھ ہوش کچھ فرآیا ہے کہ ہم حق چھین سکتے ہیں اور ہم حق لے سکتے ہیں تو اپنے حق کے لیے ہم اڑیں گے اور اپنا حق چھین لیں گے۔ یہ ایک واضح بات ہے یہ صحیح صورت حال ہے۔ اب ہمیں جو کچھ ملتا ہے کہا جاتا ہے جب ہم بھلی کی

بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ کے ہاں کارخانے نہیں ہیں جب ہم یہاں مل اور کارخانے کی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ کے ہاں بھلی نہیں ہے۔ یعنی جب بھلی کی بات آتی ہے تو کارخانہ اور مل نہیں ہے جب مل اور کارخانے کی بات آتی ہے تو پھر وہاں بھلی نہیں ہے۔ جب ہم آمدنی کی بات کرتے ہیں جو ہمارا حق ہے تو کہتے ہیں کہ ہم آبادی کی بنیاد پر تقسیم کرتے ہیں۔ تو جناب والا! دنیا میں تین روڑ ہیں حقوق جو تقسیم ہوتے ہیں صوبوں کے درمیان یا ملکوں کے درمیان میں وہ تو یا آبادی کی بنیاد پر ہوتے ہیں یا پسمندگی کی بنیاد پر ہوتے ہیں دوسرا رقبے کے لحاظ سے۔ اب ہماری جو دو چیز ہیں پاکستان میں بلوچستان کا رقبہ تمام صوبوں سے زیادہ ہے اور پسمندگی بلوچستان کی تمام صوبوں سے زیادہ ہے اور ان کے پلے میں ایک بات ہے اور ہمارے حق میں دو باتیں ہیں تو ہماری دو باتوں کو تکرار کے وہ ایک بات ان سے منواتے ہیں۔ لہذا یہ ہمارے ساتھ انتہائی ظلم اور زیادتی ہے اگر ان ملازمین کو بھی نکال دیا گیا تو آئندہ میرے خیال میں ہم کوئی موقع نہیں رکھ سکتے۔ اور کہا یہ جاتا ہے کہ ہم حضرت عمر فاروقؓ کے نظام کو لا کر کے یہاں نافذ کریں گے تو حضرت عمر فاروقؓ کے نظام میں اگر ایک کتاب بھی بھوک سے مر جاتا ہے تو قیامت کے دن حضرت عمرؓ سے پوچھا جائیگا کہ دریائے فرات کے کنارے پر یہ کتاب بھوک سے کیوں مر گیا؟ تو یہاں جو ہمارے نوجوان بیروزگار پھرتے ہیں اور ایم اے اور ایل ایل بی کر کے وہ ٹوکریاں اٹھا کر کے مزدوری کرتے ہیں۔ اور یہاں روڈوں پر پھرتے ہیں اور ہر ایک کے ہاتھ میں درخواست ہے تو یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ مرکز میں جو لوگ لگے ہوئے ہیں ان کو بھی نکال دیں تو یہاں ہمارے ساتھ زیادتی ہے۔ ہم اس ایوان سے گزارش کرتے ہیں کہ اس قرارداد میں ہمارا ساتھ دیں اور باقاعدہ مرکز سے ہم مطالبہ کریں بلکہ میرے خیال میں یہ اقتدار کا مسئلہ ہے نہ حزب اختلاف کا مسئلہ ہے بلکہ ایک بلوچستان کی حیثیت سے بلوچستان لیوں پر ہمارا ایک بنیادی حق ہے اور بنیادی حق کے لیے ہم میرے خیال میں ہم ایک ہیں اور اب بھی بنیادی حق لینے کے لیے ہم متعدد ہیں اور ہم بنیادی حق لیں گے وہ ہم بھی نہ چھوڑیں گے وقت تو شاید گزر جائیگا لیکن وقت یہ فیصلہ بھی کریگا کہ ہم اس سے اپنا حق کسی نہ کسی وقت لے لیں گے۔ لیکن میں اس حد تک بھی کہوں گا جتنے زمانے سے ہمارے حقوق مرکز نے کھائے ہیں اور یا انہوں نے دوسروں صوبوں کو دیا ہے، ہم وہ حقوق بھی چھین کر کے اس سے لائیں گے ہم چھوڑیں گے نہیں۔ لہذا ہم ان سے گزارش کرتے ہیں کہ آسانی سے جو ہمارے حقوق بننے ہیں وہ ہمیں دیدیں شکر یہ۔

جناب اسپیکر: شکر یہ مولانا صاحب۔

ملک محمد سرور خان کا کثر: جناب اسپیکر! ہمیں بھی بتایا جائے کہ کن کن لوگوں کو ڈیپارٹمنٹس سے نکالا گیا ہے۔ ہمیں سمجھ آئے کہ کون لوگ ہیں کیا معاملہ ہے۔

جناب اسپیکر: میں بھی یہی عرض کر رہا تھا جو آپ نے پوچھا مولانا صاحب میری گزارش یہ ہے کہ کون کون سے وہ لوگ ہیں؟

جناب بسم اللہ خان کا کڑ: جناب اسپیکر! اگر آپ اجازت دیں۔

جناب اسپیکر: جی، بسم اللہ خان صاحب۔

جناب بسم اللہ خان کا کڑ: جناب اسپیکر صاحب! اگر آپ اجازت دیں تو مولانا صاحب کے point کو بڑھاتے ہوئے میں صرف یہ کہوں گا کہ یہاں فلگر ز کا مسئلہ نہیں ہے یہاں کتنے لوگ ہیں یہ ایک عام احساس ہے کہ بچھلے دور میں پہلی دفعہ مختلف حوالوں سے مرکزی حکومت کے مکملوں میں بلوچستان کے کچھ بیروزگار لوگوں کو کھپایا گیا ہے۔ یہ جو گورنمنٹ تبدیل ہوئی ہے، آج جو ان ملازمین کو زکار لئے کے حوالے سے اس کو آپ political انتقام کہیں یا جو بھی کہیں، یہ جو کافی عرصے کے بعد مرکزی مکملوں میں ہمارے کچھ نوجوان کھپائے گئے تھے، یہ ایک بے چینی پیدا ہوئی ہے فلگر ز کے حوالے سے نہیں ہے پی آئی اے میں کچھ ہوا ہے گیس کے حوالے سے لوگ بے چینی ہیں جہاں بھی مرکزی حکومت میں ہمارے لوگ اس دوران appoint ہوئے ہیں اُن سب کو ایک بے چینی ہے اور میں اس قرارداد کو سپورٹ کرتا ہوں جناب اسپیکر! یہ چھوٹی بات نہیں ہے آپکے این ایف سی ایوارڈ کو دیکھتے ہوئے، ایک چھوٹے فلگر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ collection charges کی صورت میں جو 5 پرسنٹ وہ لیتے ہیں 9 billion روپے جو صرف اُن ملازموں پر خرچ ہونے ہیں جو مرکزی مکملوں میں ٹیکس کمیکشن وہ کرتے ہیں جس میں ہمارا بھی 50 کروڑ روپے کا شیر آتا ہے، جو کچھ وہ ہمیں دیتے ہیں لیکن اُس حوالے سے ملازمت میں ہمیں وہ چیز نہیں ملی ہے تو ایک دور میں اگر بلوچستان کے کچھ نوجوانوں کو روزگار ملا ہے۔ بجائے اسکو confuse کرنے کے میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے مفاد میں یہ ہے کہ ہم یہ کہیں کہ بلوچستان میں خصوصی طور پر ان ملازمین کو نکلنے کے حوالے سے مثلاً وہ دیا جائے کہ بلوچستان کے یہ ملازمین نہیں نکالے جائیں، کافی عرصے کے بعد ہمیں یہ موقع ملا ہے۔ اور گزارش بھی کروں گا ایوان کے تمام معزز اراکین سے کہ اس مسئلے کو گورنمنٹ یا پوزیشن کی بجائے بلوچستان کے نوجوانوں کے روزگار کا مسئلہ سمجھتے ہوئے اتفاق رائے سے اس مسئلے کو آگے بڑھائیں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: شکریہ جناب بسم اللہ خان کا کڑ صاحب۔ آپ سے ملک صاحب نے جو پوچھا تھا کہ کون کون سے افسران ہیں جن کو نکالا گیا ہے، نکالا جا رہا ہے، بس یہی بات ہے۔

سینئر وزیر: جناب اسپیکر! جہاں تک فلگر ز کی بات ہے۔ باقاعدہ وہ است میرے پاس ہے وہ جو آرڈر رز ہو چکے ہیں وہ یہاں کے ہیں، جو افسران کے نام ہیں، یہ باقاعدہ فلگر ز ہیں یہ میرے پاس پڑے ہوئے ہیں، اب آپ اسمبلی کاریکارڈ بنانا چاہتے ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: بالکل بنائیں گے اس کاریکارڈ پر لائیں گے جی۔

میر جان محمد خان جمالی: جناب اسپیکر! اگر آپ اجازت دیں۔

جناب اسپیکر: جی جان جمالی صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی: جناب اسپیکر! گزارش ہے کہ اسی بات کو بڑھاتے ہوئے ۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ تقریر فرمائیں گے؟ اجازت ہے جی تقریر اسٹارٹ کر لیتے ہیں۔

میر جان محمد خان جمالی: اسی بات کو بڑھاتے ہوئے پہلے تو گزارش یہ ہے کہ مولانا صاحب نے جو قرارداد پیش کی اور ٹریشی پخز کی طرف سے۔ لیکن مجھے تو اس سے زیادہ اور رخوشی ہوتی ہے کہ صوبائی کابینہ سے فیصلہ کرتے ہوئے اور حزب اختلاف کو اعتماد میں لیتے ہوئے ایک یہ joint resolution لے آتے ہیں۔ صرف پی آئی اے کے محکمے کا مسئلہ نہیں ہے جناب اسپیکر! تمام وفاقی اداروں کے ملازم میں کا مسئلہ ہے جہاں بلوچستانی نوجوان بیرون گارکھپائے گئے تھے۔ تو میں اب بھی گزارش کروں گا کہ روپ 108 کے تحت اسی قرارداد کو amend کر کے وفاقی محکموں کا ذکر کیا جائے۔ کہ جناب! یہ بلوچستانی جن کو پچھلے دور میں سرو سمز میں انکو کسی بھی صورت میں نوکریوں سے برخاست نہ کیا جائے، بڑی مشکل سے سرو سمز ملی ہیں، اچھا کام ہوا ہے۔ لیکن طریقہ کار پر مجھے ذاتی طور پر بھی اختلاف ہوا اُس وقت صرف ایک محدود پارٹی کے لوگوں کو دیا گیا لیکن پھر بھی پروا نہیں بلوچستان کے بچے تو ہیں انکو سرو سمز تو ملیں۔ تو میری گزارش ہے قائد ایوان سے کہ ایک joint resolution وفاقی محکمے جو بھی ہیں، ہم ایک joint resolution کو جن کو سرو سمز میں انکو تحفظ فراہم کریں اور انکو سرو سمز سے کسی صورت میں بے دخل نہ کریں۔ شکر یہ۔

سینئر وزیر: جمالی صاحب کی ہم تائید کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جواب نہیں دینا۔

سینئر وزیر: نہیں جواب نہیں دیتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ریکارڈ پر آپ کی بات آئی بس، ٹھیک ہے انہوں نے اپنی بات کر لی تقریر انہوں نے کرنی تھی کریں۔

سوال یہ ہے کہ انہوں نے خود ارشاد فرمایا کہ یقیناً یہ بلوچستان کا مسئلہ ہے وہ ٹھیک ہے آپ کی بات جان صاحب۔

جی عبدالرحیم مندو خیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندو خیل: جناب اسپیکر! یہ قرارداد مولانا امیر زمان صاحب نے پیش کی ہے مجموعی طور پر اس کی contents سے میں بحثیت اپنی پارٹی کا نمائندہ ہوں۔ لیکن جناب والا! اسمیں یہ اضافہ یہ بھی میں تجویز کرتا ہوں کہ روپ 108 کے تحت اسکو amend کیا جائے اور پوری اسمبلی کی طرف سے پیش کیا جائے۔ اور اُسمیں وہ word میری تجویز ہے کہ اور دیگر تمام پی آئی اے اور دیگر فیڈرل محکموں، کار پوریشنوں، سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے بلوچستان سے تعلق رکھنے والے، اس طرح ان الفاظ کو amendment میں لا یا جائے۔ جناب والا! حقیقت یہ ہے کہ میں ایوان کا نائم

زیادہ نہیں لوں گا لیکن فیڈرل گورنمنٹ نے ہر وقت ہمیں صوبے کی حیثیت سے پراجیکٹس میں اور سروہمز میں جو دہان تجربے ہوئے ہیں جناب والا! وہاں ہم اسٹ میں ہیں ہی نہیں۔

جناب اپیکر: صحیح ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: بالکل کسی بھی بجٹ میں، کسی بھی پلان میں ہم مکمل حساب میں نہیں ہیں۔ اس بار بھی یہ بات آئی اسمبلی میں، قومی اسمبلی میں ہماری پارٹی کے لیڈر محمود خان اچلزی دوسرا پارٹیوں نے بار بار اس پر زور دیا، ہم نے سینٹ میں زور دیا، یہ بات یہاں صرف، اُسکے لیے بات نہیں کروں گا۔ لیکن یہاں وہ ریکارڈ کو correct کرنے کے لیے پچھلی گورنمنٹ نے جناب والا! تقریباً دو لاکھ سروہمز دیئے میرے پاس ریکارڈ موجود ہے۔ سینٹ میں ہم نے questions کیے ہیں۔ دو لاکھ سروہمز میں سے، میں ایک مثال آپ کو دیتا ہوں 600 بینک کی بڑی بڑی پوستوں میں ہمارے صوبے کو ایک بھی نہیں دی گئی ہے۔ اس روشنی سے ہمیں حصہ مل رہا ہے۔ یہاں ایک مجرم صاحب نے فرمایا کہ پچھلی گورنمنٹ نے۔ پچھلی گورنمنٹ نے یہ کام کیا ہے۔ پھر بھی جو کچھ سروہمز میں لوگوں کو لگایا گیا جناب والا! جیسے کہ جماں صاحب نے کہا اُنکا بھی قاعدہ یہ تھا کہ صرف سیاسی خرید و فروخت جو انگریزوں کے زمانے کے colonialism کے صوبے کے مفادات کے خلاف ایجنس پیدا کیے جائیں۔ میں پھر اس پر تکرار کروں گا کہ صوبے کے مفادات کو فروخت کر کے ایک کشم آفیسر یا ایک خزانہ آفیسر یہ عہدہ دے کر صوبے کے کھربوں روپے کے مفادات کو فروخت کر کے۔ اُن لوگوں کو سروہمز دی جاتی ہے۔ اور وہ بھی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کل وہ لوگ جیلوں میں ہیں ہمیں کہنا چاہیے لیکن مجبوراً ریکارڈ کے لیے کہ ہمارے حقوق کو غلط لوگوں نے کھایا ہے۔ وزیر اعظم ہاؤس میں باقاعدہ فروخت کی جاتی ہیں۔ بلکہ کالونی ایجنس کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ اسکے باوجود جو سروہمز میں ہیں ان کا ہمارے پاس ریکارڈ ہے۔ جیسا کہ اس پی آئی اے میں 20 ہزار سروہمز تقسیم ہوئیں، ہمارے پاس ریکارڈ ہے جناب والا! یہ نیچے گریڈ کی سروہمز قائم، نائب قاصد اس قسم کی سروہمز ہمیں ملی تھیں۔ اب بھی آپ ریکارڈ مکانوں میں جو خاص پوستیں ہیں، وہ اس کی ہیں قلمی، نائب قاصد، بیلدار صرف ہمارے حصہ ہیں بس۔ 9% ہمیں حصہ دینا چاہیے تھا اور وہ ریکارڈ پر ہے۔ centeral planning division میں رکھا ہے لیکن ہمیں وہ نہیں دیا گیا، 5% بھی نہیں دیا گیا۔ اب آپ 5% کا حساب لگائیں، 60 پرسنٹ۔ یہ 100 میں 15 اور ہزار میں 50۔ جبکہ 20 ہزار میں ایک ہزار۔ ایک ہزار پی آئی اے کی سروہمز اگر ہمارے بچوں کو ملتیں تو آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارے ہاں unemployment کے خاتمے کے لیے ایک راستہ ہوتا۔ اسی طرح اجی ڈی سی میں ہمیں میٹر ریڈر لگایا جاتا ہے، ہر پل، اُس کے لیے ہمارے بچوں کو مجھے علم ہے ایک ایک سال ہمیں کمرے میں رہنا پڑتا تھا۔ اور اسلام آباد سے کراچی، کراچی سے اسلام آباد، کراچی سے کوئٹہ۔ ایک انگریز ایک اخبار والا آیا میرے پاس، میں نے اُسکو یہ بات کی۔ اُس نے کہا ”کہ یہ

نپچے جو آتے جاتے ہیں کراچی سے اسلام آباد اسلام آباد سے کوئئے ان کو اس کے لیے خرچ ملتا ہے یا نہیں؟، یعنی اُسکا تمام خرچ آپ اندازہ لگائیں ایک میٹر ریڈر پر۔ یعنی کتنی آمدنی ہو گی پھر وہ کہیں گے کہ کرپشن اُس نے کی۔ اسی خرچے میں اسکی 10 سال کی تنخواہ چلی جائے گی۔ جناب والا! یہ سرو تھیں، بہت کم ہمیں دیتے گئے۔ اور پھر اُس میں ذاتیات کی وجہ سے نہیں کہوں گا۔ آج بھی یہاں گورنمنٹ کی پارٹیز جو یہاں پہنچی ہوئی ہیں، اُس وقت وزیر اعظم بینظیر کے ساتھ تھیں۔ اور انہوں نے اسمبلی میں objection نہیں کیا۔ پرانی حکیمیں کے بارے میں وہاں بجٹ میں objection نہیں کیا۔ بہر حال وہ صورت گزر چکی ہے۔ پھر ہمیں یہ ذاتی تجربہ ہے کہ ہمارے نپچے جو کمیونیکیشن کے محکمے میں، مگر ان گورنمنٹ آئی، انہوں نے ہمارے بچوں کو یہ روزگار کر دیا۔ اور وہ ہمارے پارٹیز ہاؤس میں پھر رہے ہیں۔ ہم نے ریکووٹ کی اُن سے کہ ہمارے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے کہ کم از کم وہ پرانے جو گزر گئے ہیں لیکن اب ہمیں حصہ دیا جائے۔ اور انہوں نے کیا کیا، ایک دن انکے منشی یہ مجھے یاد نہیں ہے کہ کون تھا بلکہ ہمارے ساتھ منشی جتوںی صاحب جو کہ ہمارے سینیٹر تھے۔ مصطفیٰ جتوںی صاحب کے بھائی، وہ اس محکمے کے منشی تھے میں خود ان کے پاس گیا میرے خیال سے احسان شاہ صاحب اور حافظ حسین احمد صاحب تھے اور انہوں نے وعدہ کیا کہ ہمارے صوبے سے کوئی نہیں نکالا جائیگا۔ دوسرے دن آڑڑ ہوئے اور وہ نکال دیتے گئے۔

جناب اپیکر: مندوخیل صاحب! اُس کا نام عبد الغفار جتوںی صاحب تھے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: ہاں عبد الغفار جتوںی صاحب، مگر ان گورنمنٹ نے فیصلہ کیا اور نکال دیا۔ اسکے بعد آئی بی کے۔ اگرچہ وہ آئی بی (اثیلی جنس بیورو) ایسے محکموں میں ہمیں پسند نہیں کرتے ہیں۔ بحیثیت پارٹی کے وہ ہوں۔ لیکن جتنے بھی لوگ تھے اُن سب کو نکال دیا۔ اسی طرح پی آئی اے سے بھی نکالا۔ اور اسکے بعد یہ گورنمنٹ، ٹھیک ہے وہ کہتے ہیں بوجھ ہے اور فلاں ہے۔ لیکن ہم پر تو بوجھ نہیں۔ ہمارے صوبے کی جو percentage ہے وہ تو کبھی بھی بوجھ نہیں بنے گا اُسکو تو اپنا پورا حصہ ملنا چاہیے۔ اگر دفتروں میں جگہ نہیں ہے اور لوگ بیٹھے ہوئے ہیں تو اُن لوگوں کو نکالا جائے جو کہ سرپلس ہیں اُن صوبوں سے نکالا جائے۔ ایک اسٹیل میں 21 ہزار 22 ہزار لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ بھی 17 گریڈ 16 گریڈ۔ لیکن اسی میں آپ حساب لگائیں ہیں ہمارے صوب کے میں یہ کہوں گا کہ ایک پرسنٹ کوئی نہیں ہے۔ اب ہماری ایک پرسنٹ کو نکالیں گے کہ یہ سرپلس ہیں۔ اور دروازے میں کھڑا ہے کمرے کے اور آفس کے۔ باقی جنہوں نے قبضہ کیا ہے کمرے میں، وہ بیٹھے رہیں۔ تو جناب والا! میں اس کی تائید کرتا ہوں یعنی بہت سخت حقائق ہیں۔ جناب والا! اور اسکو ان الفاظ کے ساتھ کہ پورے ہاؤس اور اسمیں گورنمنٹ جہاں بھی وہ initiate کر لیں ہم اسکے ساتھ ہوں گے۔ مہربانی۔

جناب اپیکر: شکریہ مہربانی۔ جی عبد الکریم نوشیروانی صاحب۔

میر عبد الکریم نوشیروانی: جناب اپیکر! میں مولانا امیر زمان کی قرارداد کی بلوچستان نیشنل مومونٹ کی طرف سے اُسکی

مکمل حمایت کرتا ہوں۔ جناب والا! ہٹلر کا ہمیں ایک محاورہ یاد آیا اُس نے کہا کہ اگر تمہیں معاشرے میں جینا ہے۔۔۔

جناب اپیکر: کس میں جینا ہے؟

میر عبدالکریم نوشیر وانی: ہٹلر کا ایک محاورہ ہے سرا!

جناب اپیکر: کیا ہے؟

میر عبدالکریم نوشیر وانی: اُس نے کہا کہ اگر تمہیں معاشرے میں جینا ہے تو اپنا حق چھینیں۔

جناب اپیکر: اچھا حق چھینیں۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: جی ہاں حق چھینیں، حق مانگا نہیں جاتا۔ کیونکہ جب حق مانگنا ہے تو وہ پھر بھیک ہے، کسی کی مرضی ہے کہ بھیک آپ کو دے یا نہ دے جناب والا! 47ء سے لے کر ابھی تک ہم چلا رہے ہیں کہ بھائی ہمارے حقوق مرکز سلب کر رہا ہے ہمارے حقوق پر ڈاک ڈال رہا ہے۔ جناب والا! ہم نیشنل اسمبلی کے ممبر ان اور سینیٹ کے ممبر ان کو یہاں سے منتخب کر کے دہاں بھیجتے ہیں۔ آپ بھی رہے ہیں جناب دہاں۔ اچھی خوبصورت تقریریں ابھی آپ نے کیں۔ فارسی کی ایک مثال ہے کہتے ہیں، اگر آپ نے یہ شہر مارا ہے تو اُس کی مٹی کہاں گئی۔ جناب والا! آپ اُس نیشنل پول میں تھے آپ نے کیا کیا ہے بلوچستان کے لیے؟ جو کہ آپ کے ممبر ان اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں نیشنل اسمبلی اور سینیٹ میں۔ انہوں نے کیا آواز اٹھائی بلوچستان کے لیے کہ بلوچستان کے ملازموں کو نکالا جا رہا ہے؟ اور بد قسمتی اس ملک میں یہ روں ابھی تک نافذ ہے۔ جو گورنمنٹ بر سر اقتدار آتی ہے تو سیاسی طور پر اُس ملازم کو نکالا جاتا ہے کہ یہ فلاں پارٹی کا ہے یہ نہیں سوچتے ہیں کہ یہ پاکستان کا ہے۔ ایک پاکستانی کو آپ نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی یہ پیپلز پارٹی کا ہے یا یہ مسلم لیگ کا ہے۔ وہ کس پارٹی میں چلا جائے۔ کہتا ہے پاکستان میں لاء ہے۔ میرے نزدیک پاکستان میں قانون نہیں ہے۔ کہتا ہے کہ قانون کے ہاتھ لمبے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے ہاتھ ہی نہیں ہیں۔ اگر ہاتھ ہوتے تو بلوچستان میں اس وقت لاکھوں نوجوان بیروزگار پھر رہے ہیں ڈگریاں ان کے ہاتھوں میں ہیں بلوچستان گورنمنٹ کے پاس جاتے ہیں کہتے ہیں ban ہے اور رات کی تاریکی میں آرڈر کیے جاتے ہیں۔ بھائی ٹھیک ہے وہ آپ کے من پسند لوگ ہیں۔ مرکز میں چلے جاتے ہیں کہتے ہیں ban ہے۔ اور وہاں ہمارے دوست عزیز واقرباء جن کے حواری دہاں بیٹھے ہوئے ہیں راتوں رات سیکڑوں آرڈریں کرتے ہیں۔ تو جناب والا! اگر اس قرارداد کو جیسا کہ ہمارے محسن دوست نے فرمایا تھا ٹریشی بخ نہیں بلکہ پورا بلوچستان کے عمam اس قرارداد کے حق میں ہیں۔ ہر محکمے سے ہمارے لوگوں کو نکالا گیا ہے ان کے ساتھ دو ٹوک الفاظ میں بات کی جائے ورنہ جناب والا! حقوق کے لیے سرپر کفن باندھ کر نکلیں پھر آپ کو حق ملے گا۔ آپ صوبہ سرحد سے یکھیں سرحد آپ سے پاپولیشن میں کم ہے۔ ایریا وائز، آپ کے ایریا بھی زیادہ ہیں۔ اور آپ کی پاپولیشن بھی زیادہ ہے مگر آپ سرحد میں جا کر دیکھیں آج تک سرحد میں یہ نہیں چلا ہے کہ

پنجاب نے ہمارے حقوق پر ڈاکہ ڈالا، کس لیے؟ کہ پنجاب سرحد کے لوگ متفق ہیں سرحد کے لوگ سب تجھتی کا مظاہرہ کر کے اپنا حقوق لیتے ہیں۔ مگر ہمارے صوبے میں بدمختی سے ہر ایک نے ہر ایک پارٹی نے اپنی ایک ڈیڑھ انج کی مسجد بنائی ہوئی ہے۔ اور ہر ایک پارٹی اپنے حقوق کی خاطر الگ چلا رہی ہے، بلوچستان کے خاطر اور بلوچستان کے حقوق کے خاطر۔ آپ مہربانی کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ٹھیک ہے ایک صورت میں ہمیں لے کر چلیں، ہم حاضر ہیں حقوق کے خاطر وہاں ہم سب اس کی مذمت کرتے ہیں وفاتی حکومت نے نکالا ہے جن جن مکموں سے، ان کو محال کیا جائے۔

جناب اپیکر: thank you sir بہت اچھا میر صاحب۔ جی مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! ٹھیک ہے ہم سینیٹ میں رہ کر آئے ہیں، ہم نے زیادہ کام نہیں کیا لیکن ایک دن بھی کسی دن بھی کسی بھی sitting میں کسی بھی سیشن میں ہم نے اپنے صوبے کے بارے میں یعنی اپنا حق نہیں چھوڑا ہے۔

جناب اپیکر: میں تسلیم کرتا ہوں۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: point of order جناب اپیکر صاحب! یہ قرارداد تقدیم کی نہیں کہ ہم ان پر کر رہے ہیں یہ ایک واضح چیز ہے ان کا بھی قصور نہیں ہے۔

جناب اپیکر: میر صاحب! یہ بات وہ بھی کر سکتا تھا آپ ذرا تخلی کا مظاہرہ کریں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! ہم نے سینیٹ اور قومی اسمبلی کے تمام ممبر ان کو تحدی کیا، تمام پارٹی اختلافات کے باوجود۔ اور اپنے کمی صاحب کو یاد ہے کہ کی اُنکی راہنمائی میں ہم باقاعدہ صدر سے بھی ملے۔ تمام مسائل پر۔ خیر، اس کے علاوہ میں خاک کی بات کرتا ہوں، مسلسل ہم نے بینظیر کی گورنمنٹ سے کہا کہ یہ کام نہ کرے۔ جس طرح آپ بے انصافی کرتے ہیں۔ ہم نے مسلسل ان کی گورنمنٹ کو ہاؤس میں expose کیا۔ اور وہ اس حق پر ہو گئے جہاں انکا ذرا پتہ لگائیں جن لوگوں نے ہمارے صوبے کے ساتھ غلط اقدامات کیے۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: جناب! آپ نے surrender کروایا اپنے حقوق کی خاطر۔ آپ نے surrender کیا وہاں بینظیر گورنمنٹ کے دوران سمجھ گیا نا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: ہماری پارٹی نے نہیں جناب۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: جناب! آپ کی پارٹی نے surrender کیا وہاں فیڈرل گورنمنٹ میں۔

جناب اپیکر: نوشیر وانی صاحب! دیکھیں بات سنیں۔ نوشیر وانی صاحب! آپ تشریف رکھیں میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔۔۔ (مداخلت۔ شور۔ ماٹک بند) نوشیر وانی صاحب! میں آپ کو میں بولنے کی اجازت نہیں دیتا of no point of order please sitdown. جناب! جناب! جناب! جناب! جناب! جناب!

جناب اسماعیل خان کا کڑہ: جناب اسپیکر! میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ پہلے بھی یہ میں نے گزارش کی تھی ممبران صاحبان سے کہ اس پارٹی کو اتنا بڑا کہنا جس کے دیئے ہوئے حقوق واپس چھینے جا رہے ہیں اور آپ چلا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دور میں کم ہی صحیح یقین نہیں کہ آپ کی توقعات کے برابر۔ لیکن اس دور میں کوئی بھی پارٹی جس کی مرکز میں نمائندگی تھی، کچھ حاصل کیے بغیر نہیں رہی۔ مختلف صورتوں میں لوگوں نے مختلف مفادات حاصل کیے ہیں۔ تو ہم یہ قرارداد بلوچستان کے مفاد کے لیے لے جا رہے تھے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی دی اُسی پارٹی نے دی ہے۔ آپ براہ مہربانی اپنے حقوق کی بیشک بات کریں اُسکو آپ وہ نہیں کریں۔۔۔ (شور۔ مداخلت)

جناب اسپیکر: نوشیر وانی! آپ تشریف رکھیں پلیز۔ ایک اتنا اچھا مسئلہ اچھی تحریک ہے جو بلوچستان کے حوالے سے ہے ہمارے ملازمین کے حوالے سے ہے اُس پر خود ہم سب یک زبان ہو کر بات کرنا چاہیں خدا کے واسطے ایسی بات نہ کریں یہ تو ہم سب کا مسئلہ ہے یہ ایسی بات نہیں ہے نہ یہ ذاتیات کی بات ہے نہ نمبر لینے کی بات ہے۔ بہت ہی اچھی تحریک ہے۔ ہم مرکز سے رجوع کر رہے ہیں کہ مرکز مہربانی کر کے ہمیں اپنے تمام اداروں میں ہماری ملازمتیں دیں۔ اتنی سی بات ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ تو اس میں ہم سب توبہ یک زبان ہیں۔ ہماری تو ایک آواز ہونی چاہیے ہم کیوں آپس میں اختلافات رکھتے ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔ اس کو windup کون کریگا، آپ کریں گے جناب۔ میں فلور قائد ایوان کو دیتا ہوں۔

جناب شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب اسپیکر! میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں اس پر۔

جناب اسپیکر: جی جناب مندوخیل صاحب۔ چونکہ آپ نے پہلے نہیں بولا اس لیے میں نے آپ کا نام لیا۔ پلیز ابھی آپ کو اجازت دیتا ہوں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر! کہ ہاؤس میں مجھے بولنے کا موقع دیا۔ مولانا امیر زمان صاحب کی یہ قرارداد آئی ہے جس میں پی آئی اے کے متعلق کہا گیا ہے کہ پی آئی اے کے کچھ ملازمین جو بلوچستان کے صوبے سے بھرتی ہوئے تھے انکو نکالا گیا ہے۔ یہ ہمیشہ سے ہمارے صوبے کی بقدمتی رہی ہے کہ ہم home work complete details figure کوئی رائے ہوتا ہے کوئی رائے ہوتی ہے نہ کوئی اسکی ہوتی ہے۔ بلکہ دوسرے ممبران صاحبان نے بھی ذکر کیا ہے کہ سوائے گیس اور دوسرے مکاموں میں بھی جو ملازمتیں پچھلے دور میں دی گئی تھیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ شاید ہی کم ایسے لوگ ہیں جن کو ملازمتیں ملی ہوئی ہیں یہ تو ان کا حق بتا ہے کیونکہ اکثر نے خریدی ہوئی ہیں۔ یہ خریدی ہوئی ملازمتیں ہیں ان کا تواریخ سب سے زیادہ حق بتا ہے کیونکہ انہوں نے payment کی ہوئی ہے لیکن بقدمتی یہ ہے کہ فلکر زندہ ہونے کی وجہ سے ہم کو پتہ نہیں لگ رہا ہے کہ ٹوٹی ملازمتیں کتنی دی گئی ہیں اور اس میں بلوچستان کو کتنا حصہ دیا گیا تھا اور کتنے لوگ نکالے گئے ہیں۔ گیس کے متعلق جس وقت ہم این ایفسی میں گئے تھے میں نے ایک تجویز یہ میں

دیکھا تقریباً کوئی 10 ہزار کے قریب ملازمتیں دی گئی تھیں۔ اور آپ کو بہتر پڑتا ہے کیونکہ اس کے متعلق ہم نے جس وقت آپ سینیٹر تھے اور اس ہاؤس کے اکثر ممبر ان بھی ان میں تھے جو وہاں اُس وقت سینیٹر تھے ان کو بھی ہم نے briefing دی تھی کہ گیس کے جو بھی ملازم میں ہیں چاہے وہ سرحد، سندھ پنجاب میں ملازمت کرتے ہوں، ان کی تاخواں ہیں تمام کے تمام بلوچستان کی سوئی گیس کے ڈیلوپمنٹ سرچارج سے ہوتی ہے ان سے payment ہوتی ہے۔ سانچھے فیصلہ نہیں ہے پر ڈیکشن اس وقت ہمارا کوئی 45%-48% ہے لیکن کمالی 100% ہے۔ کیونکہ ہماری گیس جو 15 روپیہ میں ایک یونٹ لکھتا ہے ان کی گیس میں ایسے wells بھی ہیں جو ڈولر میں یونٹ لکھتے ہیں۔

جناب اسپیکر: پہلے تو ہمارا پانچ تھا۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: ہاں پانچ تھا تو پھر بعد میں آخر میں یہ revise ہوتے ہوئے 15 تک پانچ گئی تھی۔ اور وہ گیس کمپنی کا معاملہ ہے لیکن چونکہ یہ جو differentiate ہے وہ صرف بلوچستان میں ہے۔ وہاں تو ایسے کنوئیں ہیں جن کی پر ڈیکشن کے cost سے یعنی کام کے cost کم ہے وہ نقصان کر رہے ہیں۔ ان کے بھی ہمارے گیس ڈیلوپمنٹ سرچارج سے پیسے بھی دینے جا رہے ہیں بلکہ منافع دیا جا رہا ہے بجائے نقصان کے۔ اُس کے جو کوئی 10 ہزار ملازم انہوں نے گیس کمپنیوں میں لگائے تھے جس کی وجہ سے ہمارا گیس ڈیلوپمنٹ سرچارج جو 7-8 ارب روپے سالانہ ہونا چاہیے تھا وہ آکر کے کوئی ڈیڑھ دوارب پر رُک جاتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے یہ نکالے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت نے صحیح اقدام کیا ہے کہ عوامی حقوق پر ڈاکہ ڈالے ہوئے لوگوں کو ملازمتوں سے فارغ کیا ہے۔ ملازمت کسی ایک پارٹی کا حق نہیں ہوتا نہ کسی ایک صوبے کا حق ہے۔ اسیں پورے ملک کا حق ہے ہمارے صوبے کا بھی حق ہے۔ ہاں اس بات کی یقیناً میں حمایت کروں گا کہ بلوچستان چونکہ پہلے سے پسمند ہے اور بلوچستان کو پہلے بھی ملازمتوں میں کم حصہ ملا ہے خصوصی طور پر بلوچستان کے ساتھ ایک رعایت کی جائے۔ یہ میں قطعاً برداشت نہیں کر سکوں گا نہ صوبے کے حقوق کے حوالے سے کبھی بھی اس بات پر مستخط نہیں کروں گا کہ اُن لوگوں کو بھی بحال کیا جائے جو 10 ہزار ملازم میں دوسرے صوبوں سے لگائے گئے ہیں جن کی تاخواں ہیں میری سوئی گیس کی اور ہمارے بجٹ کے پیوں سے جاتی ہے۔ اُن کی قطعاً میں حمایت نہیں کرتا۔ ہاں وہ لوگ کہتے ہیں وہ لوگ اپنے صوبائی بجٹ سے یا فیڈرل بجٹ سے ان کو support کریں۔ کار پوریشن میں جدھر بھی انہوں نے اس طرح ملازم میں لگائے ہیں وہ صوبوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کر کے لگائے ہیں۔ اُن کی ہم کبھی حمایت نہیں کریں گے صوبے کی جو ملازمتیں ہیں جو ہمیں کم ملی ہیں، پتہ نہیں کدھری 50 دینے ہوں گے کدھری 100 کدھری 150 وہ بھی جیسا مندوخیل صاحب نے کہا کہ بچے کو 4 مرتبہ کراچی کا چکر لگانا پڑتا تھا اور یا کدھری payment کرنا پڑتی تھی اس کے بعد جو ملا ہے وہ سمجھتا ہوں کہ وہ بحق ہیں کہ اُنکی اگر ملازمتیں بحال کی جائیں۔ میں آخر میں ہاؤس کا بھی شکر یہ ادا کروں گا اور یہ ہاؤس سے ریکووست کروں گا کہ وہ صرف بلوچستان کا اس

میں نام لیں۔ وہ اُن ملازمتوں کا قطعاً بھی نام نہ لیں یا اُن لوگوں کا قطعاً بھی نام نہ لیں جو ہمارے حقوق پر ڈال کر گائے گئے ہیں۔ اور اُن ممبران کو بھی میں یہ بتانا چاہوں گا کہ یہ ملازمتوں انہوں نے ہمیں خیرات میں نہیں دی۔ کیونکہ اُس وقت ہم بھی اسی پارلیمنٹ کے ممبر تھے بلکہ اکثریت ہمارے وہی پرانے ساتھی ہیں۔ کسی کے کہنے کے اوپر کوئی نہیں لگایا گیا ہے۔ یا صرف پیسے دے کر کہ لگایا گیا ہے یا جیا لوں کو لگایا گیا ہے۔ وہ بھی دوسرے صوبوں کو، ہمارے صوبے کی ملازمتوں دوسرے صوبوں میں پیچی گئی ہیں۔ اور ہمارے اس پارلیمنٹ کے ممبران کی سفارش پر بھی بکی گئی ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ بلوچستان کے حصے سے جو پیسے سوئی گیس کے ملازمین کو ملتے ہیں یا وہ 10 ہزار ملازمین انہوں نے لگائے ہیں ان کو توفی الغوران کو فارغ کر دیا جائے تاکہ وہ پیسے بلوچستان حکومت میں خرچ کیے جاسکیں یا بلوچستانی اپنے ہی لوگوں کو ملازمتوں دے سکیں۔ شکر یہ۔

جناب اسپیکر: Know I will give the Floor to Sardar Nisar

سردار شاہ علی ہزارہ: جناب اسپیکر! میں آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ جناب اسپیکر! جب سے ہم نے ہوش سنبھالا ہے میں نعرے یہی شکوئے ہم سن رہے ہیں وفاتی ملازمتوں میں بلوچستان کو اس کا جائز حق نہیں مل رہا ہے۔ کیوں نہیں مل رہا ہے کیا وجہ ہے یہ آج تک ہمیں نہیں بتایا گیا ہے یا ہمارے نوٹس میں نہیں لایا گیا ہے۔ میں اس ایوان کے توسط سے اپنے قومی اسمبلی کے ممبران اور سینیٹز سے درخواست کروں گا کہ وہ قومی اسمبلی اور سینیٹ کے فورم پر اس معاملے کو زیر بحث لائیں اور عوام کو یہ بتایا جائے کہ، بلوچستان کو انکا جائز حق کیوں نہیں مل رہا ہے۔ اور یہ بھی ہر فرد کو معلوم کرنے کا حق ہے کہ جب بلوچستان کو وفاتی ملازمتوں میں اس کا حق کتنا بتا ہے؟ میں آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں مہربانی۔

جناب اسپیکر: بہت شکر یہ جناب Leader of the House. Know I will give the Floor to Leader of the House.

سردار محمد اندر مینگل (قائد ایوان): جناب اسپیکر! یہ قرارداد مولانا صاحب کی طرف سے پیش کی گئی۔ یہ مسئلہ تو اپنی جگہ پراہم ہے۔ اور جناب اسپیکر! اس کو بحث کے لیے پیش کیا گیا ہے، میرے خیال میں کسی ساتھی کو اس ایوان میں بیٹھے ہوئے یا بلوچستان کے کسی بھی باشندے کو اس قرارداد کی منظور ہونے سے اعتراض نہیں ہوگا۔ بہر حال دوستوں کی خواہش تھی کہ اس پر بحث کی جائے۔ میں محضرا جناب اسپیکر! اس پر عرض کروں گا جیسا کہ ساتھیوں نے کہا ہے کہ اسکو joint قرارداد کے حوالے سے ہم اس کو پیش کریں۔ اب وہ آپ ہی بتاسکتے ہیں کیونکہ آپ بھی اس معاملے میں نئے ہیں جیسے ہم اور وہ نئے ہیں آپ کو کچھ روڑا اور بیلس کا ابھی تک میرے خیال میں جس طرح کہ ہمیں اپوزیشن اور ٹریزیز کی عادت نہیں ہے آپ کو بھی کچھ معلوم نہیں ہے۔ عادت آپ کو بھی پڑھ جائیگی ہمیں بھی پڑھ جائیگی۔ اگر روڑا اس کی اجازت دیتے ہیں ہمیں ہر طرف سے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جہاں تک ملازمین کا سوال ہے یہ رونا آج سے پہلے بھی روتے آرہے ہیں بلکہ جب سے یہ ملک بننا ہوا ہے ملازمتوں کے حوالے سے ڈیوپمنٹ کے حوالے سے مرکز سے جو فنڈز ہمیں مل رہے ہیں ان کے حوالے سے

چیختے پکارتے آرہے ہیں۔ چلیں آج یہ چیخنا، پکارنا ایک بار پھر ہو جائے اب دیکھنا یہ ہے کہ اسکو تنی اہمیت دی جاتی ہے کافی قراردادیں اس ایوان سے جب ہم اپوزیشن میں تھے اُس وقت بھی منظور ہوئیں اور یہی قراردادیں فیڈرل گورنمنٹ تک گئیں ان کا نتیجہ کیا نکلا۔ وہی قراردادیں جو ہم تین یا چار سال پہلے اسی ایوان میں لائے تھے آج پھر وہ قراردادیں پیش کی جا رہی ہیں۔ اس کا مطلب کہ اس ایوان کی اہمیت ہی نہیں ہے جناب اسپیکر! پہنچنیں میں عبدالکریم نوشیر والی کی طرح بلوچستان کے حقوق دلاسکوں شاید وہ قابلیت مجھ میں ناہجوں اس میں ہے وہ الہیت مجھ میں ناہجوں اس میں ہے۔ مگر جو کچھ ہو سکے گا بحیثیت لیڈر آف دی ہاؤس، چاہے اس باشندے کا تعلق کسی بھی پارٹی سے ہو پیپلز پارٹی سے ہو بولی این پی سے پشتوخوا سے ہو جے یو آئی سے ہو، اگر وہ اس صوبے کا باشندہ ہے وہ اپنے مفادات اس صوبے سے جس سے وابطہ ہیں، ہم اُنکے حقوق کے لیے اس صوبے کے حقوق کے لیے پہلے بھی لڑتے رہے ہیں اور اب بھی لڑتے رہیں گے۔ ہم نہ اس سے شرم محسوس کریں گے نہ اس سے کوئی اپنی ذات کے لیے یا اپنی اس چیز کے لیے خطرہ محسوس کریں گے۔ تو جناب اسپیکر! حق اگر ہمیں پیپلز پارٹی کی شکل میں ملا ہے یا کل کی مسلم لیگ کی شکل میں مل رہا ہے، ہمیں اسکو قبول کرنا چاہیے اور اس قرارداد کو as a joint, both of the sides of the House. اگر ہم لاسکتے ہیں یا روزاجازت دیتے ہیں تو ہم اس کی حمایت کرتے ہیں جناب اسپیکر! اور میرے خیال میں اس کے علاوہ تو کوئی وضاحت کی ضرورت نہیں۔

جناب اسپیکر: مہربانی، درست ہے آپ نے بھی ارشاد فرمایا اس سے پہلے مندوخیل صاحب نے فرمایا کچھ ترمیمی الفاظ اگر سہیں add کرنے ہیں تو کریں تاکہ اسکو put کر دیا جائے۔ کچھ ترمیم اگر کر سکتے ہیں آپ تھوڑے سی الفاظ کی، ترمیم بتادیں تاکہ اسکو صحیح کریں۔ جی فرمائیں بولیں تاکہ ترمیم شدہ ہو۔ ذرا وہ بتادیں تاکہ اس کو put کیا جائے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: یہ جو content ہے اس کا وہ یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ حال ہی میں پی آئی اے کے بلوچستان سے تعلق رکھنے والے نکالے گئے افسران۔ میں اسیں یہ پی آئی اے جو انگریزی میں پی آئی اے کا abbreviation یا اس کے پیچے یہاں ”اور“ لا کر اور پھر یہ الفاظ ”اور دیگر تمام فیڈرل مکامیوں، کار پوری شنز، سرکاری اداروں کے بلوچستان سے تعلق رکھنے والے نکالے گئے افسران“، یعنی یہ الفاظ اس میں شامل کیئے جائیں۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری صاحب! نوٹ کریں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: ”بلوچستان سے تعلق رکھنے والے نکالے گئے افسران اور اہلکاران“

جناب اسپیکر: thank you.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: افسران اہلکاراں کو فی الفور بحال کیا جائے۔ یعنی اس فقرے کو اس طرح بنایا جائے۔

جناب اسپیکر: اچھا پی آئے اور؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: اور دیگر تمام فیڈرل مکھموں، کارپوریشنز، سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے بلوچستان سے تعلق رکھنے والے نکالے گئے افسران اور اہلکاران یہ الفاظ اس طرح آئیں گے، کوئی الغور بحال کیا جائے باقی۔

جناب اسپیکر: شکریہ جی۔ ٹھیک ہے؟

میر جان محمد خان جمالی: ایک اور amendment اگر آپ بڑھائیں۔ تو ”گزشتہ 25 سالوں کے دوران بلوچستان سے حال ہی میں“، اسی میں بھی اُسی طریقے سے amendment کی جائے۔

جناب اسپیکر: درست ہے۔

میر جان محمد خان جمالی: ٹھیک ہے سراہ وہ پھر کمپلیٹ ہو جائیگا۔

جناب اسپیکر: صحیح ہے مندوخیل صاحب آپ نے کچھ نہیں بولنا ہے اس پر کچھ amendment کے بارے میں؟
نا ان کا، ان کا بس ٹھیک ہے جو انہوں نے فرمایا ٹھیک ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: انہوں نے وہ ٹھیک فرمایا لیکن اگر یہ فقرہ کسی بھی طرح ایڈ جسٹ کیا جاسکے کہ اُردو تو ہم اچھی طرح نہیں جانتے کہ بلوچستان میں جو دوسرے صوبوں سے ملاز میں لگائے گئے ہیں اُس میں بھی بلوچستان کے لوگ لگائے جائیں especially گیس فیلڈ میں کہ بلوچستان کے پیوں سے جو دوسرے صوبوں کے لوگ لگائے گئے ہیں۔

جناب سعید احمد ہاشمی: جناب اسپیکر! میرا خیال ہے کہ اس قرارداد کو اس ترمیم کے ساتھ چلنے دیتے ہیں اور جو جعفر خان صاحب چاہتے ہیں اسکو ہم کسی اور دن لا ائیں گے گیس کے حوالے سے نئی قرارداد۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ اس قرارداد کو اس ترمیم سے جو کہ ہاؤس میں پیش کی گئی ہے منظور کیا جائے؟
منظور ہوئی، شکریہ جی۔ اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ 2 مئی۔۔۔

سینئر وزیر: نہ متی قرارداد باقی ہے پھر آ رہی ہے۔

جناب اسپیکر: ایک اچھی مدتی قرارداد ہے۔ آپ کھڑے ہو کربات کریں جی جناب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: مطلب آپ جب اجلاس ملتوی کر رہے ہیں ا، اُس میں ظالم آپ ہمیں صحیح کا دے دیں۔

جناب اسپیکر: ریکوویشن آئی ہے، اس پر میں نے پوچھا ہے اور پوچھنے کے بعد یہ فصلہ کیا ہے، حالات کچھ، جی ہاں اُس سلسلے میں میں نے کیا ہے۔ جی مولانا صاحب! نہ متی قرارداد ہے۔

مولوی امیر زمان (سینئر وزیر): یہ ایوان مرکزی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی سطح پر اس مسئلے کا تختی سے نوٹس لیکر مورخہ 21 فروری 1997 کے مقامی اخبار میں خبر رسان ادارہ این این آئی کی طرف سے ایک خبر ہے کہ امریکن سپریم

کورٹ میں حضور اکرم ﷺ کی تصویر کا انکشاف ہوا ہے، وہاں امریکہ میں مقیم مسلمانوں کے شدید احتجاج کے باوجود نہ تو تصویر ہٹائی گئی ہے اور نہ ہی مسلمانوں سے حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی پر مذعرت کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور اس طرح اس سپریم کورٹ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی تصویریں بھی آؤیں گے۔ بحیثیت مسلمان امریکن سپریم کورٹ کے اس طرزِ عمل سے تمام مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے، ہم امریکہ کی سپریم کورٹ کی بھروسہ نہ مذمت کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ ان متعلقہ افراد کو سرعام پھانسی دی جائے۔ اخباری تراشہ مسلک ہے۔

جناب اپیکر: شکریہ جی۔ قرارداد مذمت یہ ہے کہ---

میر عبدالکریم نوшیر وانی: جناب اپیکر صاحب! point of order کس کو پھانسی دی جائے؟

جناب اپیکر: جناب! آپ ایسے ہی، آپ تشریف رکھیں۔

میر عبدالکریم نوшیر وانی: جناب اپیکر! واضح کیا جائے کہ پھانسی کس کو دی جائے؟

جناب اپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

سینئر وزیر: جس کے پاس گندم ہو۔

جناب اپیکر: جب آپ تقریر کریں گے آپ کو موقع ملے گا پھر اس وقت بولنا۔ قرارداد یہ ہے کہ مورخہ 21 فروری 1997ء کے مقامی اخبار میں خبر سماں ادارہ این این آئی میں ایک خبر ہے کہ امریکن سپریم کورٹ میں حضور اکرم ﷺ کی تصویر کا انکشاف ہوا ہے، وہاں امریکہ میں مقیم مسلمانوں کے شدید احتجاج کے باوجود نہ تو تصویر اٹھائی گئی ہے اور نہ ہی مسلمانوں سے حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی پر مذعرت کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور اس طرح اس سپریم کورٹ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی تصویریں بھی آؤیں گے۔ بحیثیت مسلمان امریکن سپریم کورٹ کے اس طرزِ عمل سے تمام مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے۔ ہم امریکن سپریم کورٹ کی بھروسہ نہ مذمت کرتے ہیں۔ اور مطالبہ کرتے ہیں کہ ان متعلقہ افراد کو سرعام پھانسی دی جائے۔ اخبار کا تراشہ مسلک ہے۔ اُنکے لئے کہہ رہے ہیں جناب۔ اب کسی نے کچھ تقریر فرمائی ہے اس سلسلے میں تو۔ جی۔ سعید ہاشمی صاحب۔

جناب سعید احمد ہاشمی: جناب اپیکر صاحب! ہم سخت مذمت کرتے ہیں لیکن آخر ہمیں یہ ہے کہ ان کو پھانسی دی جائے۔ یہ کوئی کورٹ تو نہیں ہے آرڈر کر رہا ہے کہ کسی کو پھانسی دیں۔

جناب اپیکر: یہ ان کی اپنی رائے ہے۔ جی۔ جی۔ عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! یہ بہت بڑا ناک مسئلہ ہے۔

جناب اپیکر: order in the house please

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: یہ بہت بڑا نازک مسئلہ ہے، ایک شعر تھا فارسی کا وہ نوشیر و انی صاحب کو معلوم ہے، کہ اگر بات کرتے ہیں تو کیا نہیں ہے بات نہ کریں۔

جناب اپیکر: کہ ”اگر گویم تو مشکل۔ نہ گویم تو مشکل“

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! جی ہاں اس میں دو چیزیں ہیں ایک بات میں اپنے محترم دوستوں سے کہوں گا، اخباروں میں بھی یہ بتیں آئی ہیں۔ یہ اپنے طور پر شیعہ کا مسئلہ الگ رکھ دیں۔ حضرت محمد ﷺ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، اُنکے شیعہ کا مسئلہ علیحدہ کریں۔ باقی جو ہیں یہ ایک بہت بڑا honor ہے۔ دنیا کے تمام ممالک تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ ایک شاعر، ایک قانون دہنده ہے، دنیا کو قانون دینے والا اور اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم بھی جانتے ہیں ہمارا ایمان ہے، ہمارا مذہب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو انگریزی میں کہتے ہیں Ten Commandments دس احکام الہامی، وہ لے آئے۔ اور اس بات کو دنیا میں لوگوں نے تسلیم کیا۔ اس بات کی ہم کیوں مذمت کریں۔ یہ تو بہت بڑا honor ہے۔ البتہ شیعہ کا مسئلہ ہے۔ اب اس طرح ہم اس کو کھیں۔ یہ ایسا وہیلا۔ میں نہیں سمجھ رہا کہ کیا حالات تھے؟ کس طرح وہ لوگ بات کو سمجھ نہیں رہے ہیں؟۔ پتہ نہیں ہے کہ پیچھے کیا بات ہے۔ یہ امریکہ کے سپریم کورٹ نے میرے خیال سے 100 سال پہلے بنائی ہیں۔

جناب اپیکر: صحیح ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: مثلاً اب ہماری یہ اسمبلی ہے، اسی اسمبلی میں اگر آپ دنیا کی دوسری اسمبلی کے قوانین دینے والے یا سیاستدانوں کے quotations یہاں لکھ لیں۔ یہ تو انکا honour ایک اعزاز ہے۔ کہ یعنی میرا quotation یہاں نہیں ہے۔ اور یونان کے Greece، ایقونز کے نام وہاں quote کرنے گئے ہیں۔ سوال میرا یہ ہے کہ اس مسئلے کو تقسیم کرنا چاہیے۔ جس حد تک یہ بات ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ پوری دنیا میں Law Giver، شریعت دینے والے، انکا اگرچہ ہمارے دین میں نہیں ہے لیکن انہوں نے اعتراف کیا ہے۔ البتہ یہ بات کہ شیعہ۔ یہ بات ہمارے مذہب میں نہیں ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے، اللہ کے قرآن اور سنت میں نہیں ہے ہم یہ سب اس بات پر متفق ہیں۔ شیعہ کے بارے میں ظاہر ہے ہماری دل آزاری ہوتی ہے۔ لیکن اس کا کس طرح یعنی وہ کیا جاسکتا ہے وہ آپ سوچیں۔ لیکن ان سب کو اس اعزاز کو تو کم از کم یہ تاثر نہ دیا جائے کسی کو کہ وہ اعزاز ہمارا ختم ہو۔ بس جناب والا! میں اتنی ہی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اپیکر: شکریہ۔ جی thanks

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: thanks

سینئروزیر: جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب کچھ بولیں جی ارشاد۔

سینئروزیر: جناب اسپیکر! یہ ایک اسلامی مسئلہ ہے کہ فٹو بنا نا شریعت میں منع ہے۔ پھر فٹو آپ چھوڑ کر کے ایک مجسمہ بنا کر رکھیں گے اور وہ مجسمہ پیغمبر ﷺ کا ہو میرا ہو یا آپ کا ہو، دوسرا بات ہے۔ لیکن پیغمبر ﷺ کا مجسمہ شبیہہ بنائ کر کے وہاں رکھنا یہ ایک پیغمبر کا اعزاز نہیں ہے، یہ پیغمبر ﷺ کی توہین ہے۔ جس چیز سے اللہ تعالیٰ اور پیغمبر ﷺ نے منع کیا ہے وہ ہمارے لیے اعزاز نہیں ہے وہ ہمارے لیے سبکی کی بات ہے۔ لیکن ایک بات میں واضح کروں گا کہ ہمارے لیے امریکہ کی نہ اعزاز کی ضرورت ہے اور نہ ان کی ہمارے ساتھ تعاون کی ضرورت ہے۔ نہ ہمیں ان کی کوئی امداد کی ضرورت ہے۔ وہ ہمارے ازی دشمن ہے۔ جب ایک ملک اور ایک قوم یہود و نصاریٰ ہمارے ازی دشمن ہیں تو کبھی ہم یہ اجازت نہیں دے سکتے وہ ہمارے پیغمبر ﷺ کا مجسمہ بنائ کر کے وہاں رکھ دیں۔ ایک واضح بات ہے اور وہ کبھی ہمارے دوست نہیں ہو سکتے اور نہ ہمارے دوست رہے ہیں۔ یہ ایک قرآنی فیصلہ ہے پیغمبر ﷺ سے صاف کہا گیا ہے کہ جب تک آپ اُسکے دین کو سپورٹ نہ کریں اُس وقت تک آپ کے دوست وہ نہیں ہو سکتے۔ یہ جو کچھ کر ہے ہیں، یہ بھی اس لیے کر ہے ہیں کہ مسلمانوں کو مفلوج کریں۔ جناب اسپیکر! میں واضح کہوں گا آج جو آپ کو امریکہ امداد دے رہا ہے یا چین اور جاپان آپ کو امداد دے رہا ہے ہیں یا برطانیہ آپ کو امداد دے رہا ہے، کیا انکی مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی ہے؟ اگر مسلمان کے ساتھ ہمدردی ہے تو بیک وقت وہ قرارداد پاس کر کے عراق کا انہوں نے کیا حشر کیا ہے، کشمیر کے متعلق ان کی کیا پالیسی ہے، بوسنیا کے متعلق اس کی کیا پالیسی ہے۔ ہمسایہ ملک افغانستان کے متعلق اس کی کیا پالیسی ہے۔ تو یہ نہ ہمارے دوست ہیں ناہماں دوست ہو سکتے ہیں۔ لہذا یقین بات یہ ہے کہ یہ جوانہوں نے یہ نام دے کر کے ہم اس بنداد پر یہ رکھتے ہیں ”کہ یہ دنیا کو ایک قانون دینے والے حضرات ہیں“، یہ بالکل غلط ہے۔ یہ اس طرح ہے میں مثال دے دوں گا آج آپ کے گورنر ہاؤس وزیر اعلیٰ ہاؤس اور اسمبلی میں آپ کے چپر اسی کو قانون کے تحت آپ نے پگڑی باندھی ہوئی ہے، ایک سفید سی پگڑی ہے اور ایک سفید سا کوٹ ہے یہ اس لیے نہیں ہے کہ یہ اس کا اعزاز ہے مسلمان کے لیے۔ یہ اس لیے ہے کہ وہ برطانوی نظام کی پیداوار ہیں کہ یہ آپ کے جو معزز ہیں آپ کے جو علماء ہیں ان کی توہین آپ کر رہے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ اس آدمی کو جو کہ آپ کے دروازے پر کھڑا ہے، اس کو جب آپ نے پگڑی باندھی ہے یہ اس کے اعزاز کے لیے ہے؟ اگر اعزاز کے لیے ہے تو اسی پگڑی کے ساتھ بازار اور شہر میں بھی پھرے۔ تو وہ یہ جو کچھ کرتے ہیں یہ مسلمانوں کی توہین کے لیے کرتے ہیں۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ٹوی کی اسکرین پر جو بھی باتیں آ جاتی ہیں وہی مسلمانوں کی ثقاافت بھی بن جاتی ہے۔ اور یہ وہی مسلمانوں کی تمدن بھی بن جاتی ہے وہی مسلمانوں کی تہذیب بھی بن جاتی ہیں۔ تو آج دنیا میں جتنے بھی مسلمان ہیں، وہ میں واضح کروں گا بے ادبی معاف۔ کوئی

ناراض نہ ہو کہ کیا وہ جو ہمارا اسلامی لباس ہے، وہ ہم نے دوسروں ملکوں میں مردج کیا ہے یا انہوں نے اپنا رسم و رواج ہم پر راجح کیا ہے۔ آج امریکہ کے رسم و رواج ہم پر راجح ہیں۔ آج برطانیہ کے قانون اور رسم و رواج ہم پر لاگو ہیں۔ مسلمانوں کا کوئی اپنا رسم و رواج کسی ملک میں نہیں ہے۔ اور یہ افسوس کی بات نہیں ہے کہ ایک زمانے میں 313 آدمی دنیا پر حکومت کرتے ہوئے ایک نظام دیتے ہیں اور پوری دنیا پر وہ حکومت اور بادشاہی کرتے ہیں۔ اور آج دنیا میں 55 اسلامی ممالک ہیں لیکن وہ امریکہ کی چھپی میں پس رہے ہیں۔ بلکہ میں پسند کی بات نہیں کروں گا۔ آج دنیا میں جتنے بھی مسلم ممالک ہیں وہ اتنے کمزور ہیں کہ امریکہ کی چھپگیری کرتے ہیں۔ یہ واضح بات ہے کیا یہ مسلمان ملک ہیں؟ کیا ہم آزاد ہیں؟ یہ افسوس کی بات نہیں ہے؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب! point of order یہ مضمون سے لتعلق بات ہے۔

جناب اپیکر: خان صاحب محرك ہیں۔

سینئروزیر: تو شاید مضمون سے خان صاحب لتعلق ہیں لیکن ایک بات کی وضاحت میں ضرور کروں گا کہ آج ہم دوسری دنیا کے غلام ہیں آزاد نہیں ہیں۔ صحیح بات ہے آج کوئی بھی مسلمان آزاد نہیں ہے میں ایک بات واضح کروں گا امریکہ والے آ کر کے آپ کے کوئٹہ میں چھاپہ مارتے ہیں کہ ایک ایمیل خان کا سی نے امریکہ کے سی آئی اے والے کو وہاں قتل کیا ہے۔ XXXXXXXXXXXX-XXXXXXXXXXXX-XXX-

میر عبدالکریم خان نوشیر وانی: جناب یہ غیر پاریمنی الفاظ ہیں۔۔۔ (شور۔ مداخلت)

جناب اپیکر: آپ تشریف رکھیں الفاظ expunged

جناب اپیکر: مولانا صاحب! please۔ ایک منٹ وہ بول رہا ہے۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: جناب والا! وہ ایک بین الاقوامی مسئلہ تھا۔

سینئر صوبائی وزیر: کوئی بین الاقوامی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب اپیکر: نوشیر وانی صاحب! آپ مجھے مناطب کریں اور بات مجھ سے کریں۔ آداب یکھیں مہربانی کر کے میرے توسط سے بات کریں۔

سینئروزیر: جناب والا! میں انکو جواب دے رہا ہوں میری حکومت کی بات ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب اپیکر: آپ بات نہ کریں نوشیر وانی صاحب! آپ بیٹھیں تشریف رکھیں۔ میں آپ سے۔۔۔

سینئروزیر: اسلام نے ہمیں یہ بھی سکھایا ہے کہ یہود اور نصاریٰ کے غلام مت بنیں۔ کب تک ہم غلام رہیں گے۔

جناب اپیکر: مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی مندوخیل صاحب۔

☆ جناب اپیکر غیر پاریمنی الفاظ XXXXXXXXXXXX-XXXXXXXXXXXX-XXX۔ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: point of order جناب والا! یہاں موضوع سے لائق مسئلہ۔ یہ ہے کہ ہم امریکہ کے ایجنت ہیں فلاں ہیں یہ علیحدہ موضوع ہے کہ کون ایجنت ہے کون نہیں ہے۔ یہاں تو موضوع یہ تھا کہ ایسا ایک عمل ۔۔۔

جناب اسپیکر: رسول پاک ﷺ کے شیعہ کے بارے میں تھا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: عرض یقینی، اس مسئلے پر ہم بات کر رہے تھے اور ہم میں بھی ایک point ہم نے کہا کہ شیعہ کی ہم مذمت کرتے ہیں، یہ بات رہ گئی کہ ہم امریکہ کے ایجنت ہیں یا ہمارا ملک ایجنت ہے، اس میں اور میں نہیں بولوں گا۔ مولانا صاحب کی پارٹی کے چیئرمین وزارت خارجہ کے چیئرمین تھے۔ اور مکہ شریف میں امریکی فوج ہے۔ اور مولانا صاحب کے چیئرمین نے کبھی بھی قومی اسمبلی میں مذمت نہیں کی۔ ایجنت کیا ہوتے ہیں؟ آپ نے فتویٰ دیا کہ عراق پر حملہ کریں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں جی، ہم اپنے points سے نکل رہے ہیں ۔۔۔ (شور مداخلت)

سینئروزیر: اسپیکر آپ اور امریکہ گستاخان میں ملے ہوئے ہیں لوگوں کو قتل کرتے ہیں اور میں نے کبھی یہ نہیں کہا ہے کہ آپ ایجنت ہیں جب آپ کی افغانستان سے نارسکی ہوئی تو ہمیں پتہ چلا کہ واقعی آپ ایجنت ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! انکو آپ سنجالیں ایسی اجازت نادیں اسمبلی کے قواعد کے مطابق بات کریں۔
جناب اسپیکر: آپ اپنے موضوع کی طرف آجائیں۔

سینئروزیر: میں ایک وضاحت کروں گا۔

جناب اسپیکر: نہیں وضاحت کی ضرورت نہیں ہے آپ اپنے موضوع پر آجائیں۔

سینئروزیر: ایک وضاحت کروں گا میں نے یہاں نہیں کہا ہے کہ پشتو نخواں اے امریکہ کے ایجنت ہیں، ٹھیک ہے جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: پورا پاکستان دیکھ رہا ہے۔

جناب اسپیکر: please no cross talk

سینئروزیر: اب جو عبدالرحیم صاحب کو رد ہو گیا ہے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ تو میرا مقصد یہ ہے کہ یہ بات جو ہو گئی کہ ہماری لیدر چیئرمین شپ کے ہوتے ہوئے عراق پر حملہ ہوا۔ یہ بات انہوں نے کی۔ یہ بھی واضح ہے کہ ہم نے یہاں نہ ہماری چیئرمین شپ وہاں حملہ ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! آپ اپنے موضوع پر آجائیں۔

سینئروزیر: جناب اسپیکر! میں بالکل آہستہ بات کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آپ موضوع پر آجائیں۔

- سینر وزیر:** ہماری چیئرمین شپ میں یہ ہوا ہے۔ اور وہ ہم نے اس کی حمایت کی ہے۔
- میر عبدالکریم نوшیر وانی:** آپ قرارداد کی موضوع پر آئیں اور اس پر آپ بحث کریں۔
- جناب اپیکر:** عبدالکریم نوшیر وانی صاحب! آپ کو میں کسی وقت اپیکر کی کرسی دے دوں گا آپ یہاں بیٹھ کر اپنے احکامات چلا کر ابھی آپ تشریف رکھیں۔
- میر عبدالکریم نوшیر وانی:** جناب ہماری قسمت کہاں ہے کہ ہم وہاں بیٹھ جائیں۔
- جناب اپیکر:** نہیں میں آپ کو یہاں پہنچاؤں گا۔
- سینر وزیر:** ہمارا چیئرمین وہ شخص ہے جب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی۔ تو انہوں نے یہاں سے تقریر لکھ کر دے دی اور وہاں اقوام متحده کی اسمبلی میں چیئرمین نے اس تقریر کو پھاڑ دیا۔ لیکن یہ کسی کی جرات نہیں ہو سکتی۔
- جناب اپیکر:** مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں اور اپنی قرارداد اور اپنے موضوع کی طرف آجائیں مہربانی کر کے۔
- سینر وزیر:** جناب! موضوع پر میں نے بات کی ہے میں نے کہا کہ امریکہ کی کسی اس بات کی ہمیں ضرورت نہیں ہے کہ وہ ہمارے پیغمبر ﷺ کا مجسمہ بنائے کر کے وہاں رکھ دے۔
- جناب اپیکر:** بالکل درست ہے، بڑی مہربانی جی۔
- سینر وزیر:** ٹھیک ہے۔
- جناب اپیکر:** بڑی مہربانی بہت بہت شکریہ۔ کسی اور نے تقریر کرنی ہے؟
- میر عبدالکریم نوшیر وانی:** ہم ان لوگوں کی مذمت کرتے ہیں۔
- جناب اپیکر:** یقیناً جناب رسول پاک ﷺ نبی آخرالازمان ﷺ کے شیعہ کے بارے میں مسلمانان عالم کے جذبات واقعی مجرد ہوئے ہیں۔ یقیناً اسلامی شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔ میں اس ایوان اور آپ کے توسط سے اپنی نیشنل اسمبلی کے ایوان اور سینٹ کو بھی اس مسئلے سے آگاہ کروں گا انشاء اللہ۔ اور اس میں یہ بات وہاں بھی پہنچاؤں گا۔ تو میں گزارش یہ کروں گا کہ کیا اس قرارداد کو منظور کیا جائے؟ کیا مذمتی قرارداد منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔ شکریہ جی۔ اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ 2 مئی 1997ء بوقت 00:30 بجے سہ پہر تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 05 جگہ 08 منٹ پر اختتام پزیر ہوا)